تحقیقی مقالہ برائے ایم۔ایس۔ اُردو

کشاف اصطلاحاتِ لسانیات (ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان) اور فرہنگِ اصطلاحات لسانیات (پروفیسر عامر علی خان) کا تجزیاتی مطالعہ

(An Analytical Study of Kashaaf Istelahat-e-Lisaniyat(Dr.Ilahi Bakhsh Akhter Awan) and Farhang-e-Istelahat-e-Lisaniyat (Prof.Amir Ali Khan)

محقق:
سدرہ طارق
237-FLL/MSURDU/F19

نگران:
ڈاکٹر بی بی امینہ
لیکچرار، شعبۂ اردو (خواتین)

شعبۂ اردو

الجامعة الإسلامية العالمية
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

International Islamic University
CENTRAL LIBRARY
ISLAMABAD

TH-27474

MS
410.3
س دک

لسانیات - اصطلاحات

لسانی تجزیہ

فرہنگ نویسی - لسانیات

اردو زبان - اصطلاحات

بسم الله الرحمن الرحيم

Reg No. 1262

E-STAMP

Scan for online verification

AFFIDAVIT FOR INTERNATIONAL ISLAMIC UNIVERSITY

Ch. Farooq Hanif
Stamp Vendor
Lic # 936

بیان حلفی

منکہ مساۃ سدرہ طارق ولدیت طارق محمود رجسٹریشن نمبر 237-FLL/MSURDU/F19 شعبہ اردو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد میں برائے ایم ایس کی سکالر ہونے کی حیثیت سے اپنا مقالہ بعنوان کشاف اصطلاحات لسانیات (ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان) اور فرہنگ اصطلاحات لسانیات کا تجزیاتی مطالعہ نگران استاد ڈاکٹر نبی امینہ مکمل کیا ہے۔

مساۃ سدرہ طارق ولدیت طارق محمود اس بات کا حلفاً اقرار کرتی ہوں کے مقالہ ہذا ہر قسم کے سرقہ سے پاک ہے۔

مساۃ سدرہ طارق ولدیت طارق محمود نے مقالہ ہذا کو کسی اور ڈگری کے لیے پیش نہیں کیا اور نہ ہی آئندہ کروں گی۔ ان تمام حقائق کا اقرار کرتی ہوں کہ میں نے کوئی امر مخفی نہیں رکھا۔ لہذا غلط بیانی کی صورت میں ہر قسم کی ذمہ داری مساۃ پر عائد ہوگی۔

درج بالا تمام کوائف میرے علم و یقین کے مطابق درست تحریر ہیں اور کوئی امر مخفی نہ رکھا گیا ہے۔

العبد

سدرہ طارق ولدیت طارق محمود

رجسٹریشن نمبر: 237-FLL/MSURDU/F19

شناختی کارڈ نمبر: 42501-1822990-2

شعبہ: اردو

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

ATTESTED

تصدیق نامہ

تصدیق کی جاتی ہے کہ سدرہ طارق رجسٹریشن نمبر -237 FLL/MSURDU/F19نے ایم ایس۔ اُردو کی ڈگری کی تکمیل کے لیے تحقیقی مقالہ بعنوان " **کشاف اصطلاحاتِ لسانیات (ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان) اور فرہنگ اصطلاحاتِ لسانیات (پروفیسر عامر علی خان) کا تجزیاتی مطالعہ** " میری نگرانی میں رقم کیا ہے۔میں تصدیق کرتی ہوں کہ اس موضوع پر اس سے پہلے کہیں کام نہیں ہوا اور یہ کام سرقے سے پاک ہے۔

Ameena

نگران: ڈاکٹربی بی امینہ
لیکچرر، شعبۂ اردو(خواتین)

ACCEPTANCE BY THE VIVA VOCE COMMITTEE

Name of the Student: **SIDRA TARIQ**

Title of the Thesis: کشاف اصطلاحات لسانیات (ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان) اور فرہنگ اصطلاحات لسانیات (پروفیسر عامر علی خان) کا تجزیاتی مطالعہ

Registration No: **237-FLL/MSURD/F19**

Accepted by the Department of Urdu, Faculty of Languages & Literature, International Islamic University, Islamabad, in partial fulfillment of the requirements for the Master of Philosophy degree in Urdu.

VIVA VOCE COMMITTEE

Chairperson Viva Committee:

Dr. Kamran Abbas Kazmi
Chairperson
Department of Urdu
Islamabad

External Examiner:

Dr. Aoun Sajid Naqvi
Assistant Professor
Federal Urdu University
Islamabad

Internal Examiner:

Dr. Ghulam Farida
Assistant Professor
Department of Urdu, IIUI,
Islamabad

Supervisor:

Dr. Bibi Ameena
Assistant Professor
Department of Urdu, IIUI,
Islamabad

فہرست موضوعات

پیش لفظ

باب اوّل

اصطلاح سازی اور فرہنگِ اصطلاحات : آغاز و ارتقا

اصطلاح کی تعریف
2
اصطلاح کی اقسام
5
نحوی ترکیب کے لحاظ سے اصطلاحات کی اقسام
6
مفرد اصطلاحات
6
اتصالی یا ترکیبی اصطلاح
6
مرکب اصطلاح
7
مشتق یا اشتقاقی اصطلاح
8
اصطلاح سازی
10
اصطلاح سازی کی حدود
11
اصطلاح سازی کا آغاز
16
حوالہ جات
24

باب دوم

اصولِ اصطلاحات سازی:بہ حوالہ خصوصی پروفیسر وحیدالدین سلیم اور عطش درانی

اصولِ اصطلاح سازی بہ حوالہ خصوصی پروفیسر وحید الدین سلیم
28
وضع اصطلاحات از مولوی وحید الدین سلیم
28
مفرد اصطلاحات وضع کرنے کے اصول
30

سبقلاحی اصطلاحات وضع کرنے کے اصول
35
فعلی اصطلاحات وضع کرنے کے اصول
36
مرکب الفاظ / مرکب اصطلاحات
38
مرکب اصطلاحات وضع کرنے کے اصول
40
اصول اصطلاحات سازی بہ حوالہ خصوصی ڈاکٹر عطش درانی
45
اردو اصطلاحات سازی از ڈاکٹر عطش درانی
45
اصطلاحی جائزے
46
ڈاکٹر عطش درانی کے وضع کردہ اصول اصطلاحات سازی
47
حوالہ جات
51
باب سوم
اصولِ اصطلاحات سازی کےتناظر میں کشاف اصطلاحات لسانیات کا تجزیہ
مفرد اصطلاحات وضع کرنے کے اصولوں کے مطابق کشاف کا جائزہ
56
مفرد اصطلاحات
63
مرکب اصطلاحات
63
ہندی لفظوں کا ملاپ ہندی لفظوں کے ساتھ
64
فارسی لفظوں کا فارسی لفظوں کے ساتھ ملاپ
64
عربی الفاظ کا عربی الفاظ کے ساتھ ملاپ
65
ہندی لفظوں کا فارسی لفظوں کے ساتھ ملاپ
65
ہندی لفظوں کا ملاپ عربی لفظوں کے ساتھ
66

فارسی لفظوں کا ملاپ عربی لفظوں کے ساتھ
66
ترکی اور انگریزی زبان کے لفظوں کا ملاپ دیگر زبانوں کے ساتھ
66
ڈاکٹر عطش درانی کے اصول اصطلاحات سازی کی روشنی میں کشاف اصطلاحات لسانیات کا تجزیاتی مطالعہ
69
حوالہ جات
73
باب چہارم
وضع اصطلاحات اور فرہنگ اصطلاحات لسانیات (انگریزی-اردو): تحقیق و تجزیہ
مفرد اصطلاحات وضع کرنے کے اصولوں کی روشنی میں فرہنگ اصطلاحات لسانیات کا جائزہ
78
فعلی اصطلاحات
83
مرکب اصطلات
84
ہندی لفظوں کا ملاپ ہندی لفظوں کے ساتھ
84
فارسی لفظوں کا ملاپ فارسی لفظوں سے
84
عربی لفظوں کا ملاپ عربی لفظوں سے
85
ہندی لفظوں کاملاپ فارسی لفظوں سے
85
ہندی لفظوں کا ملاپ عربی لفظوں کے ساتھ
86
فارسی لفظوں کا ملاپ عربی لفظوں کے ساتھ
86
ترکی اور انگریزی زبان کے لفظوں کا ملاپ دیگر زبانوں کے ساتھ
87
ڈاکٹر عطش درانی کے اصول اصطلاحات سازی کی روشنی میں فرہنگ اصطلاحات لسانیات کا تجزیاتی مطالعہ
88

حوالہ جات
93

ماحصل
98

کتابیات
102

پیش لفظ

ابتدا ہی سے میں تکنیکی اور سائنسی امور کی طرف رجحان رکھتی تھی۔لہٰذا اسی طبعی رجحان اور دلی میلان کو مدنظر رکھتے ہوئےاردو لسانیات میں ایم فل کرنے کا ارادہ بنایا۔راقمہ نے جب ایم فل میں داخلہ لیا تو کورس ورک کے بعد تحقیق کا کٹھن مرحلہ پیش نظر تھا۔تحقیق کے عمل میں سب سے اول مشکل مرحلہ موضوع کا انتخاب تھا۔اس سلسلے میں راقمہ کی نگرانِ مقالہ ڈاکٹر بی بی امینہ نے راہ نمائی فرمائی۔کافی غور و فکر کے بعد اردو لسانیات سے متعلقہ ایک موضوع منتخب کیا گیا اور یوں اس تحقیقی مقالے کے لیے اصطلاحات لسانیات کی دو فرہنگوں کشاف اصطلاحات لسانیات از ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان اور فرہنگ اصطلاحات لسانیات از پروفیسر عامر علی خان کا انتخاب کیا گیا۔

یوں تو اصطلاح سازی کے بارے میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے تا ہم اصطلاحات لسانیات کی فرہنگوں کی صورت میں ہمارے ہاں زیادہ کام نہیں ملتا۔لسانیاتی اصطلاحات پر مشتمل اب تک چار فرہنگیں منظر عام پر آئی ہیں لیکن ان فرہنگوں پر تحقیقی اور تنقیدی کام بہر حال نہیں کیا گیا۔مجوزہ تحقیق کے لیے جن فرہنگوں کا انتخاب کیا گیا ہے ان پر اس نوعیت کا تحقیقی کام اس سے پہلے نہیں ہوا۔ یہ تجزیاتی مطالعہ یقیناً ایک اہم اضافہ ثابت ہو گا۔

مذکورہ فرہنگوں کے تجزیاتی و تحقیقی مطالعے کے لیے مولوی وحید الدین سلیم اور ڈاکٹر عطش درانی کے وضع کردہ اصول اصطلاحات سازی سے مدد لی گئی ہے اور ان اصولوں کی روشنی میں ان فرہنگوں کو پرکھا گیا ہے۔

نگرانِ مقالہ ڈاکٹر بی بی امینہ کی زیر نگرانی اور ہدایات کو مدنظر رکھتے ہوئےاس مقالے کو چار ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔بابِ اول میں اصطلاح سازی اور فرہنگ اصطلاحات کے آغاز و ارتقا کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔باب دوم میں مولوی وحید الدین سلیم اور ڈاکٹر عطش درانی کے وضع کردہ اصول اصطلاحات سازی بیان کیے گئے ہیں۔باب سوم میں اصول اصطلاحات سازی کے تناظر میں کشاف اصطلاحات لسانیات کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔باب چہارم اصول وضع اصطلاحات اور فرہنگ اصطلاحات لسانیات(انگریزی-اردو)کے تحقیق کو تجزیہ پر مبنی ہے۔ماحصل میں مقالے کے بنیادی سوالات تحقیق کو مدنظر رکھتے ہوئےنتائج مرتب کیے گئے ہیں اور سفارشات پیش کی گئی ہیں۔

مقالے کی تکمیل پر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں جس نے وہ کچھ سکھایا جو میں نہیں جانتی تھی۔اسی کی مہربانی کی بدولت میں اس مقالے کو حتمی شکل دینے میں کامیاب ہو سکی ہوں۔اس کے بعد میرے والدین کا خصوصی شکریہ جنھوں نے مجھے اس مقام تک پہنچانے کے لیے ہمیشہ کوشش،محنت اور دعا کی اور مجھے جینے کا سلیقہ سکھایا۔اس مقالے کی تکمیل کے لیے انھوں نے ہر مرحلے پر میری مدد کی انھی کی دعاؤں کی بدولت آج میں اس مقام تک پہنچ پائی ہوں۔

راقمہ کو مقالے کی تکمیل کے دوران بہت سی مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا تاہم خوش قسمتی سے عزیز ترین استاد ڈاکٹر بی بی امینہ کی خصوصی توجہ،شفقت اور راہ نمائی کی وجہ سے دوران مطالعہ ہر نوع کی رکاوٹ اور مشکل کو بہ آسانی پار کرنے کی ہمت ملتی رہی اور یوں تمام دشوار مراحل طے ہو گئے۔ان کی راہ نمائی خاکے کی تیاری کے ابتدائی ایام سے لے کر مقالے کی تکمیل تک کے اختتامی مراحل تک ہر لحظہ میرے ساتھ رہی ہے۔

آخر میں بہت شکریہ اپنی دوستوں یسریٰ طاہر اور سائرہ ممتاز کا جنھوں نے اس مقالے کی تکمیل کے لیے ہمہ وقت حوصلہ افزائی اور مدد کی بلکہ ہر مشکل کو آسانی میں بدلتی رہیں۔

ان کے علاوہ ان تمام رفقاےکار کی بےحد مشکور ہوں جن کی دعائیں اور تعاون اس تمام تحقیقی سفر میں میسر رہا۔

باب اوّل:

اصطلاح سازی اور فرہنگِ

اصطلاحات: آغاز وارتقا

باب اوّل:

اصطلاح سازی اور فرہنگِ اصطلاحات: آغاز وارتقا

اس باب میں اصطلاح سازی اور اصطلاحات کی فرہنگوں کے آغاز و ارتقا سے تفصیلی بحث کی جائے گی لیکن اس تفصیل میں جانے سے قبل ضروری ہے کہ اصطلاح کی تعریف، اقسام اور اصطلاح سازی کے اصولوں سے واقفیت حاصل کرلی جائے تاکہ آغاز وارتقا کے سفر کو سمجھنا کسی قدر سہل ہوسکے۔

اصطلاح کی تعریف:

مختلف ماہرینِ علم و ادب اور لسانیات نے اصطلاحات کی مختلف تعریفیں بیان کی ہیں۔
ڈاکٹر عطش درانی اصطلاح کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> اصطلاح عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مادہ ص۔ل۔ح سے مشتق ہے۔ اس کے معنی سلامتی، رضامندی، دوستی اور مصالحت کے ہیں۔[1]

اصطلاح کے لغوی معنی باہم صلح کرنا یا کسی گروہ یا جماعت کا کسی امر پر باہم متفق ہونے کے ہیں۔ عام الفاظ میں کہا جاسکتا کہ اصطلاح سے مراد ایسا لفظ ہے جو کسی خاص شعبۂ علم میں کسی خاص اور جداگانہ معنی کا حامل ہو اور اس کے اندر اس خاص معنی کو ادا کرنے کی مکمل صلاحیت موجود ہو۔

مولوی وحید الدین سلیم کے مطابق:

> اصطلاحیں دراصل اشارے ہیں جو خیالات کے مجموعوں کی طرف ذہن کو منتقل کرتے ہیں۔[2]

یعنی اصطلاح سے مراد کوئی ایسا لفظ مرکب یا فقرہ ہے جس کو اس کے رائج اور معروف معنوں سے ہٹ کر کسی خاص مفہوم کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال کیا جائے اور اس کے استعمال پر اگر سارے نہیں تو بیشتر ماہرین متفق ہوں۔

ڈاکٹر امیر اللہ خان شاہین اپنی کتاب جدید اردو لسانیات میں اصطلاح کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> ہر لفظ اصطلاح نہیں ہوتا، اس لیے کہ اصطلاح کی تعریف ہی یہ ہے کہ وہ لفظ جو کسی خاص مفہوم کی ادائیگی کے لیے شعوری طور پر باہم صلاح و مشورے سے گھڑا جائے جب کہ زبانوں میں مستعمل الفاظ کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ وہ کسی مشاورتی مجلس میں نہیں گھڑے جاتے بلکہ کسی ایک شخص سے شروع ہو کر پوری جماعت پر محیط ہو جاتے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ کسی لفظ میں دو یا زائد معنی ہوں تو ان میں سے ایک عمومی معنی ہوں گے اور دوسرے اصطلاحی۔ کیوں کہ ہر لفظ میں ایک سے زیادہ معنی نہیں ہوتے اس لیے ہر لفظ کو اصطلاح نہیں کہا جاسکتا۔ اصطلاح ہونے کی شرط یہ ہے کہ ایک سے زیادہ معنی ہوں اور ان میں ایک معنی عمومی یا حقیقی ہوں اور دوسرے معنی اصطلاحی یا مجازی ہوں۔[۳]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر لفظ کو اصطلاح کا درجہ نہیں دیا جاسکتا۔ وہ الفاظ جو عام معنوں کے ساتھ ساتھ اصطلاحی معنوں میں استعمال ہونے کی خاصیت رکھتے ہوں انھیں اصطلاحوں کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر شوکت سبزواری اپنی کتاب اردو لسانیات میں اصطلاح کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

> اصطلاح کے لفظی معنی ہیں اتفاق۔ لیکن عرف عام میں مصطلح یعنی متفق علیہ کے معنوں میں مستعمل ہے۔ ہم اصطلاح اس لفظ کو کہتے ہیں جس کے کسی خاص علم و فن میں لغوی معنی سے الگ کوئی مناسب معنی یا عام اور متعدد معنی میں سے کوئی ایک معنی متعین کر لیے جائیں اور اس علم و فن کے متداول کتابوں میں وہ لفظ اپنے مخصوص معنی میں عام طور سے مستعمل ہو۔[۴]

اس تعریف سے عام الفاظ اور اصطلاح کے درمیان فرق واضح ہوتا ہے۔ فنی اور علمی مطالب کی ادائیگی کے لیے اصطلاح کی ضرورت بھی نمایاں ہوتی ہے۔ اصطلاحات علمی یا فنی مطالب و مفاہیم کو ادا کرنے کے لیے بنائی جاتی ہیں۔ اصطلاحات کی بہ دولت بولنے یا لکھنے والا اس طویل جملے یا فقرے کی تکرار سے بچ جاتا ہے جو اصطلاح کے بجائے اس فنی مفہوم کے لیے استعمال کرنا پڑتا ہے۔

مختلف لغات میں اصطلاح کے معنی الگ الگ بیان ہوئے ہیں۔ فرہنگِ آصفیہ میں اصطلاح کے لغوی معنی کے ذیل میں لکھا ہے:

> جب کوئی قوم یا فرقہ کسی لفظ کے معنی موضوع کے علاوہ یا اس سے ملتے جلتے کوئی اور معنی ٹھہرا لیتا ہے تو اسے اصطلاح یا محاورہ کہتے ہیں۔ کیوں کہ اصطلاح کے لغوی معنی باہم مصالحت کر کے کچھ مقرر کر لینے کے ہیں۔ اس طرح وہ الفاظ جن کے معنی بعض علوم کے

واسطے مختص کر لیے ہیں اصطلاح علوم میں داخل ہیں۔ خیال رہے کہ اصطلاحی اور لغوی معنوں میں کچھ نہ کچھ نسبت ضرور ہوتی ہے۔[5]

انگریزی میں اصطلاح کے لیے Term کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

Online Oxford Dictionary of English میں Term کی تعریف ان الفاظ میں درج ہے[6]

A word or phrase used to describe a thing or express a concept, especially in a particular kind of language or branch of study.

اردو میں اس کا ترجمہ یوں کیا جا سکتا ہے:

کسی مخصوص زبان یا علم کی شاخ میں کسی چیز یا تصور کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہونے والا لفظ یا فقرہ۔

لغات لسانیات میں اصطلاح سے مراد خصوصی طور پر ایسا لفظ یا مجموعۂ الفاظ ہے جو ترکیبی اکائی پیدا کرے۔ یہ ترکیبی اکائی دراصل مفہوم کی اکائی ہے۔

خالد محمود خان لغات لسانیات میں term یا اصطلاح کی تعریف یوں کرتے ہیں:

Term: in general a synonym for words, specifically a word or word group consisituting syntactical umit.

اور بعد ازاں اس کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> دنیا میں تمام تر زیرِ مطالعہ سائنسی علوم کی زبان اصطلاحی ہوتی ہے۔ اصطلاح مختصر اظہاریہ ہوتا ہے۔ اس مختصر اظہاریے میں کسی مکمل سوچ، خیال، عمل یا نظریہ کی جامعیت موجود ہوتی ہے۔ اصطلاحات کی حیثیت کسی بھی علم میں کلیدی نوعیت کی ہوتی ہے۔ ہر اصطلاح کے مخصوص معنی ہوتے ہیں۔[7]

اس تمام مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اصطلاحیں عام الفاظ سے معنی اور استعمال کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہیں۔ ان کی کوئی ایک مخصوص صورت نہیں ہے۔

بقول ڈاکٹر عطش درانی:

> دراصل اصطلاح مفہوم کی اکائی یعنی تصور کی اکائی کا نام ہے۔ اصطلاح لفظ بھی ہو سکتی ہے اور ترکیب بھی، حرف بھی ہو سکتی ہے اور ایک ہندسی شکل بھی۔ مخفف بھی ہو سکتی ہے اور سرنامیہ بھی، ترخیم بھی ہو سکتی ہے اور علامت بھی، گویا اصطلاح تصور کی اکائی کے لیے وضع کردہ کسی لفظی یا ترسیمی علامت کا نام ہے۔[8]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصطلاحات تصورات کی طرف ذہن کو منتقل کرنے والی علامت ہیں۔ ان تمام تعریفوں کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں کہ اصطلاح سے مراد وہ خاص لفظ ہے، جو لغوی معنوں سے الگ ہوتا ہے اور اس میں کسی خاص معنی، فکر، نظریے یا تصور کو مکمل طور پر ادا کرنے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔ اصطلاحات اطلاقی اور سائنسی ہر علم

میں اہمیت کی حامل ہیں۔ ان کے بغیر کسی بھی علم کا تصور اور اس علم کی وضاحت ممکن نہیں ہے۔ تاہم یہ ضروری نہیں کہ اصطلاح ہمیشہ ہی مختلف معنوں میں استعمال ہو۔ بعض اوقات اس کے لغوی اور اصطلاحی معنی بھی ایک ہو سکتے ہیں یا پھر ان میں کسی نہ کسی حد تک ربط ضرور ہوتا ہے۔

اصطلاح کی اقسام:

اصطلاحات کو مختلف اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اصطلاحات کی یہ تقسیم ان کے استعمال، وضع، نوعیت اور نحوی ترکیب وغیرہ کے لحاظ سے کی گئی ہے۔ کئی مقامات پر اصطلاحات کی بہت سی اقسام یکساں ہیں جن کا جائزہ درج ذیل ہے۔

وحید الدین سلیم نے اپنی کتاب وضع اصطلاحات میں چار اقسام کی اصطلاحیں متعارف کروائی ہیں:

i. مفرد اصطلاحات

ii. مرکب اصطلاحات

iii. سبقلاحی اصطلاحات

iv. فعلی اصطلاحات[9]

ڈاکٹر عطش درانی ان کی اصطلاحات کی تقسیم سے مطمئن نہیں ہیں بلکہ وہ ان چار اقسام کو تین اقسام (ترکیبی یا اتصالی اصطلاح، مرکب اصطلاح، مشتق اصطلاح) میں تقسیم کرتے ہیں۔

وہ لکھتے ہیں:

> ترکیبی یا اتصالی اصطلاح میں ترکیبی یا اتصالی مادہ صفت اور کیفیت کے ساتھ کسی اسم سے ملا کر استعمال کیا جاتا ہے۔ مرکب اصطلاح میں تمام اجزا یا صرفیے (مارفیم) اسما پر ہی مبنی ہوتے ہیں۔ اور دونوں مل کر ایک نیا تصور دیتے ہیں۔ اشتقاقی اصطلاح میں کسی ساق پر عمل تصریف کر کے سابقے یا لاحقے کا استعمال کیا جاتا ہے۔ وحید الدین سلیم ایسی تمام اصطلاحی نوعیت کی ترکیبوں، صرفیوں اور ترکیبی مادوں کو سابقے اور لاحقے ہی قرار دیتے ہیں یا پھر بعض ترکیبی اور اتصالی مادوں کو وہ نیم سابقے سمجھتے رہے۔[10]

وحید الدین سلیم نے ان اصطلاحات کے جو اصول پیش کیے وہ اس سے پہلے اس قدر جامع انداز میں کہیں اور نہیں ملتے۔

نحوی ترکیب کے لحاظ سے اصطلاحات کی اقسام:

نحوی ترکیب کے لحاظ سے اصطلاحات کو چار اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۔ مفرد اصطلاحات

۲۔ مرکب اصطلاحات

۳۔ اتصالی یا ترکیبی اصطلاحات

۴۔ اشتقاقی اصطلاحات[11]

ان تمام اقسام کی تعریف اور امثال ذیل کی سطور میں پیش کی گئی ہیں۔

۱۔ مفرد اصطلاحات:

مفرد اصطلاحات سے مراد ایسی اصطلاحات ہیں جو عام طور پر ایک ہی لفظ پر مشتمل ہوتی ہیں۔ مفرد اصطلاحات اسما، افعال، صفات یا کیفیات کسی بھی صورت میں موجود ہو سکتی ہیں۔ مفرد اصطلاحات پہ تصرف کا عمل بھی کیا جاتا ہے لیکن ہر بار تصرف کا عمل کیا جانا ضروری نہیں ہے، بعض اوقات یہ عمل کیا جاتا ہے اور بعض اوقات نہیں۔ مفرد اصطلاحات کو اگر تصرف کے عمل سے گزار بھی دیا جائے یہ تب بھی مفرد اصطلاح کے معنوں کے طور پر ہی کام کرتی ہیں۔[12]

مفرد اصطلاحات کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

Pitch[13]	سُر
Language[14]	زبان
Stem[15]	ساق

۲۔ اتصالی یا ترکیبی اصطلاح:

ایسی اصطلاحیں جو ترکیبی یا اتصالی الفاظ سے وجود میں آتی ہیں۔ یہ الفاظ بظاہر سابقے یا نیم سابقے لگتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ آزاد صرفیوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انھیں اتصالی یا ترکیبی اصطلاحیں کہتے ہیں۔ ان اصطلاحوں میں ترکیبی یا اتصالی مادے کو صفت اور کیفیت کے ساتھ کسی اسم سے جوڑ کر استعمال کیا جاسکتا ہے۔[16]

اس کی چند مثالیں یہ ہیں:

Language nursery[17]	طفل زبان
Comma[18]	نیم وقفہ

Independent element[19]	آزاد رکن
Urbanism[20]	شہری لغت وغیرہ

۳۔ مرکب اصطلاح:

مرکب جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے دو یا دو سے زائد اجزا کا مجموعہ۔ مرکب اصطلاح دراصل وہ اصطلاح ہے جس کے تمام اجزا یا مارفیم اسما پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان اجزا کے ملاپ سے ایک نیا تصور سامنے آتا ہے۔ بعض مرکب اصطلاحات دیکھنے میں مفرد الفاظ پر مشتمل ہوتی ہیں لیکن درحقیقت دو یا دو سے زائد اصطلاحوں کے ملنے سے وجود پاتی ہیں۔ ان میں سے ایک اصطلاح جنس یا نوع سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری اصطلاح اس عمل یا شے سے متعلق ہوتی ہے جس کے لیے اصطلاح وضع کی جاتی ہے۔ ان دونوں کے ملاپ سے ایک نئے تصور کا اظہار ہوتا ہے۔[21]

مرکب اصطلاحات سے متعلق ڈاکٹر عطش درانی لکھتے ہیں:

> جب کئی ساق لے کر اصطلاح بنائی جائے تو اسے مرکب اصطلاح کہتے ہیں۔ یہ مرکب لفظ سے مختلف ہوتی ہے۔ انگریزی میں عموماً لاطینی اور یونانی الفاظ کی دوغلی اصطلاحات وضع کی جاتی ہیں۔ مرکب اصطلاح کو ہم دو یا دو سے زائد صرفیوں یا اسما پر مشتمل کہہ سکتے ہیں۔ یہ مرکب تابع نہیں ہو سکتی۔ ایسے مرکبات کی کئی اقسام ہیں جو امتزاجی، ارتباطی، سبقلاحی اور فعلی کے ساتھ ساتھ توصیفی بھی ہو سکتے ہیں۔[22]

مرکب اصطلاحات کی چند مثالیں یہ ہیں:

ڈاک گاڑی

افسر حسابات

چڑیا گھر

گلاب جامن وغیرہ

ترکیب کے لحاظ سے مرکب اصطلاحات کی ذیلی تقسیم جدول میں کی گئی ہے:

Root	مادہ

Root word	ترکیبی مادہ
Stem	ساق
Inflection	عملِ تصریف
Formation of compound	تشکیل مرکب
Prefix	سابقے
Suffix [۲۳]	لاحقے

۴۔ مشتق یا اشتقاقی اصطلاح:

ایک کلمے سے دوسرا کلمہ بنانے کا عمل اشتقاق کہلاتا ہے۔ سابقوں اور لاحقوں کے استعمال سے کسی ساق پہ عملِ تصریف کے نتیجے میں یہ اصطلاحیں بنتی ہیں۔ عام الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ عربی، فارسی، اردو زبان کی وہ اصطلاحیں جو سابقوں اور لاحقوں کی بنا پر وجود میں آتی ہیں مشتق اصطلاحیں کہلاتی ہیں۔

ڈاکٹر عطش درانی لکھتے ہیں:

مشتق اصطلاح خارجی اشتقاق سے بنتی ہے۔ مثلاً "سوگواری"۔ اس میں سابقے اور لاحقے استعمال ہوتے ہیں جو پابند صرفیے ہوتے ہیں۔ [۲۴]

مشتق اصطلاح کی مثالیں ذیل میں دی گئی ہیں:

درآمد

ناگواری

خدانخواستہ

بے وجہ

سوگوار وغیرہ

اس کے علاوہ اصطلاحات کو وضع، نوعیت اور معنویاتی لحاظ سے بھی تقسیم کیا جاتا ہے۔ وضع کے لحاظ سے اصطلاحات کی درج ذیل دو اقسام ہیں:

۱۔ طبع زاد

۲۔ ترجمہ

طبع زاد:

وہ اصطلاحات جو اپنی علمی و دیگر ضرویات کے پیش نظر خود وضع کی جائیں طبع زاد اصطلاحات کہلاتی ہیں۔ ایسی اصطلاحات میں تسمیہ، ترکیب، مرکب اور اشتقاق وقوع پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ طبع زاد اصطلاحات کو ڈاکٹر نصیر احمد خان ہنر قرار دیتے ہیں۔ وہ یوں لکھتے ہیں:

> طبع زاد اصطلاحات وضع کرنے کا مطلب اپنی زبان میں اصطلاحات کا اختراع کرنا ہے۔ یہ بھی ہنر ہے اور یہ ہنر چار چیزوں کا متقاضی ہے۔ اول حسن ذوق لسانی، دوم جودت طبع، سوم قدرت افکار، چہارم تبحر علمی۔[۲۵]

۱۔ یعنی اصطلاحات کی تخلیق ان ماہرین کا کام ہے جو زبان کی تمام باریکیوں سے واقف ہوں۔

۲۔ اپنی زبان کے ساتھ ساتھ اس زبان پر بھی مکمل قدرت رکھتے ہوں جس سے اصطلاحات وضع کرنی ہوں۔ زبانوں کے مزاج سے واقفیت رکھتے ہوں۔

۳۔ اپنے علم کے ماہر ہوں، متعلقہ مضامین کے ماہرین کے سپرد ہی یہ کام کیا جائے کیوں کہ ہر علم و فن کی اصطلاحیں اسی کے ساتھ مخصوص ہوتی ہیں اور اس لیے اسے خاص علم و فن کے لوگ ہی وضع کریں تو یہ درست قرار پاتی ہیں۔

۴۔ ماہرین میں غور و فکر کی صلاحیت ہونی چاہیے اور علمی وسعت کے حامل ہوں۔ کیوں کہ اصطلاحیں قربت فہم اور مانوسیت سے زیادہ قربت مفہوم اور قرار داد معنی کی سطحیں رکھتی ہیں۔

ترجمہ:

ترجمے سے مراد ہے کسی علم کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرنا۔ ترجمہ شدہ اصطلاحات سے مراد وہ اصطلاحات ہیں جنھیں ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کیا جاتا ہے۔ اردو زبان میں اصطلاح سازی کا عمل زیادہ ترجمے پر مشتمل ہے۔ ترجمہ ہونے والی اصطلاحوں میں ردوبدل ہوتا رہتا ہے۔ بعض اوقات مرکب اصطلاحات ترجمے کے مراحل سے گزرنے کے بعد مفرد اصطلاحات کی صورت اختیار کر لیتی ہیں اور مفرد مرکب میں بدل جاتی ہیں۔

مثالیں ملاحظہ کیجیے:

بڑ (پاگل کی گھڑی ہوئی بولی)	Glossolia[۲۶]
صلہ	post position[۲۷]
ابھرواں نقش	cameo[۲۸]

درج بالا امثال میں پہلی اصطلاح انگریزی اصطلاح کا سادہ اردو ترجمہ ہے۔ جب کہ آخری دو اصطلاحات میں انگریزی کی وہ اصطلاحات پیش کی گئی ہیں جو ترجمے کے مرحلے سے گزرنے کے بعد مفرد اور مرکب اصطلاحات میں بدل گئی ہیں۔

ترجمے کے لحاظ سے اصطلاحات کو مزید دو اقسام مفرد اصطلاح اور مرکب اصطلاح میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ان دونوں کی مکمل تعریفیں اور امثال پچھلے صفحات میں بیان کی جا چکی ہیں۔

نوعیت کے لحاظ سے اصطلاحات کو سینکڑوں اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ تاہم بنیادی طور پر نوعیت کے لحاظ سے اصطلاحات کی دو اقسام ہیں:

تصورات یا مرکب تصورات پر مبنی اصطلاحات (خواہ مفرد کی ہوں یا ترکیبی)

مفرد اشیا کی اصطلاحات، ان میں اسمائے خاص، منصوبوں، اور اشیا کے نام، تجارتی نشانات، افراد اور اداروں کے نام، مخففات، القابات اور کمپیوٹر کے پروگراموں کے نام شامل ہیں۔[۲۹]

اصطلاحات کی یہ تمام اقسام اصطلاح سازی کے عمل میں نہایت اہمیت رکھتی ہیں۔ ہر زندہ اور ترقی یافتہ زبان میں علوم وفنون کی سطح پر اصطلاحات بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔

اصطلاح سازی:

اصطلاحات کی ضرورت اور اہمیت کے پیش نظر ان کو باقاعدہ نظام کے تحت وضع کیے جانے کے بارے میں غور کیا گیا۔ وضع اصطلاحات کے سلسلے میں اصول وضوابط طے کیے جانے لگے اور اسے مکمل علم کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ اصطلاحوں کا یہ باضابطہ نظام جس میں باقاعدہ اصولوں کے تحت اصطلاحات وضع کی جانے لگیں اصطلاح سازی کہلاتا ہے۔ انگریزی میں اصطلاح سازی کے فن کے لیے لفظ Terminology استعمال ہوتا ہے۔

ڈاکٹر عطش درانی اصطلاح سازی کی تعریف میں لکھتے ہیں:

> Terminology کو ہم اصطلاحیات، علم الاصطلاح اور فن اصطلاح سازی کہ سکتے ہیں۔ اپنی سہولت کے لیے ہم مجموعہ اصطلاحات سمیت اس کے وسیع تر مفہوم کو سمیٹتے ہوئے صرف اصطلاحات سازی کا نام دیں گے۔ اس سے مراد وہ تمام ضابطہ، علمی مطالعہ، وضع ترجمہ اصطلاحات اور استعمال اصطلاحات ہو گا جو اس علم، فن اور مجموعہ کی ترکیب میں پیش آتا ہے۔[۳۰]

اصطلاح سازی صرف اصطلاحوں کے جائزے کا عمل نہیں ہے بلکہ یہ ایک وسیع علم ہے۔ اس میں منظم طریقے سے تصورات، تصوراتی نسبتوں، نظاموں اور علامتوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اس سے متعلق کہا جاتا ہے:

اصطلاح سازی کا کام جو اصطلاحی اصولوں کے استعمال اور وضع اصطلاحات کے طریقوں پر مشتمل ہے۔ دراصل تصورات کے بیان کا نام ہے (خواہ تصریفات یا کسی بھی کشافی طریقے سے)۔ تصورات کے بیان کرنے کے اصل مجاز ماہرینِ مضمون ہیں۔ اس لیے اصطلاحات کی معیار بندی خصوصی طور پر ماہرینِ مضمون کا میدان ہے۔ اس امر کا تعلق لسانیاتی طریقوں کی بہ نسبت ترتیبی نظریے سے ہے۔[۳۱]

یعنی اصطلاح سازی ماہرینِ مضمون یا ماہرینِ علم کا کام ہے۔ ڈاکٹر عطش درانی کے علاوہ اور بھی کئی ماہرینِ علم اس بات کی تائید کرتے ہوئے اصطلاح سازی کو ماہرینِ مضمون کا کام گردانتے ہیں۔ دورِ جدید میں تو اصطلاح سازی کو ایسے ماہرینِ مضمون کا کام گردانا جاتا ہے جو علم الاصطلاح میں مکمل مہارت رکھتے ہوں۔

ڈاکٹر شوکت سبزواری بھی اسی خیال کے حامی نظر آتے ہیں۔ ان کے نزدیک اہلِ علم کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ زبان کے مزاج و منہاج کو مد و نظر رکھتے ہوئے اصطلاحات وضع کریں۔[۳۲]

اصطلاح سازی کی حدود:

جس طرح اصطلاحات اور عام الفاظ دو الگ الگ چیزیں ہیں اسی طرح اصطلاحات سازی ترجمہ اور لفظ سازی سے بالکل مختلف ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اصطلاحات کی حدود کا تعین کر لیا جائے۔ بین الاقوامی مرکز برائے اصطلاحی معلومات کے نزدیک اصطلاح سازی کی حدود درج ذیل ہیں:

سائنسی تصورات کی اصطلاح کی تنظیم کے لیے

معلومات کی ترتیب کے لیے

معلومات کی اشاریہ بندی اور باز طلبی کے لیے[۳۳]

یعنی ایک زبان کے علم کو دوسری زبان میں منتقل کرنے کے لیے، دیگر کئی علمی و فنی ضروریات کے پیش نظر اور علوم و فنون کی تفہیم کے لیے اصطلاحات کا وجود بے حد ضروری ہے۔ انھی وجوہات کی بنا پر یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ اصطلاح سازی کو ایک باقاعدہ علم کے طور پر پیش کیا جائے۔ اصطلاحات کسی بھی علمی میدان کا بنیادی ڈھانچا تصور کی جاتی ہیں۔ ان کے بغیر کسی بھی قوم کا علمی و فنی میدان میں آگے بڑھنا ممکن نہیں ہے۔ کیوں کہ اصطلاحات کی بدولت ہی کسی بھی علم میں موجودہ اور مستقبل کی تحقیقات کی بنیاد استوار کی جاتی ہے۔

اصطلاح سازی کا آغاز:

ہر دور میں انسان نے کچھ نہ کچھ نیا سیکھنے کی کوشش کی ہے۔ بہت سے علوم و فنون سے واقفیت حاصل کی اور پھر ان علوم کو وسعت دینے کے لیے ان پر کام کیا۔ اس طرح اصطلاحات کی ضرورت ہر دور میں محسوس کی جاتی رہی ہے۔ اصطلاحات کے آغاز سے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ ان کا آغاز یونان سے ہوا ہے۔[۳۴]

یونان ابتدا سے ہی علم وادب کا گہوارہ رہا ہے اس لیے وضع اصطلاحات اور اصطلاح نگاری کے میدان میں بھی سب سے پہلے یونان نے قدم رکھا۔ اکثر اصطلاحوں کو اسی بنا پر یونان سے ماخوذ کیا جاتا ہے۔ اصطلاح سازی کے آغاز میں مسلمانوں نے اس حوالے سے قابلِ قدر کام کیا ہے۔

ابتدا میں زیادہ تر اصطلاحیں عربی میں ذخیرہ کی گئیں۔[۳۵] عربی میں اصطلاحوں کو صرف ترجمہ اور مرتب ہی نہیں کیا گیا بلکہ نئی اصطلاحیں بھی وضع کی گئیں۔ اس زبان میں بہت سے علوم مثلاً طب، کیمیا، ریاضی، علم الادویہ وغیرہ کی اصطلاحات وضع کی گئیں۔ انھی یونانی و عربی اصطلاحی ذخیروں سے بعد میں انگریزی زبان نے بھی استفادہ کیا۔ اصطلاح سازی کی ابتدائی تاریخ کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اصطلاح سازی کے علم کا باقاعدہ آغاز مسلمانوں کا مرہونِ منت ہے۔

> علم اصطلاحات سازی کا باقاعدہ آغاز مسلمانوں نے کیا تھا۔ انھوں نے اس کا آغاز دوسری صدی ہجری میں ہی کر دیا تھا۔ مسلمانوں نے اصطلاحات سازی پر باقاعدہ کتابیں مرتب کرنا شروع کیں۔ ان کتابوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلی قسم میں جامع اصطلاحی کتب آتی ہیں اور دوسری قسم میں کسی خاص علم و فن کی اصطلاحات آتی ہیں۔[۳۶]

رفتہ رفتہ یہ علم عربی، فارسی اور دیگر زبانوں سے ہوتا ہوا انگریزی تک پہنچا۔ سترھویں صدی عیسوی تک یورپ میں اصطلاح سازی کا رجحان موجود نہ تھا۔ اس وقت تک انگریزی زبان دیگر زبانوں کی وضع شدہ اصطلاحات کو استعمال کر رہی تھی۔ سترھویں صدی کے بعد علمی و سائنسی ترقی کے حصول کے لیے یورپ میں اصطلاح سازی کی ضرورت محسوس کی گئی۔ اصطلاحیں کسی بھی بہترین تعلیمی نظام کا بنیادی ڈھانچہ تصور کی جاتی ہیں۔ اسی ضرورت و اہمیت کے پیش نظر اصطلاح سازی کی طرف توجہ دی جانے لگی۔ انگریزی زبان نے مختلف زبانوں کی اصطلاحات سے استفادہ کیا۔ جس پر روشنی ڈالتے ہوئے ڈاکٹر عطش درانی لکھتے ہیں:

> انگریزی کی جدید اصطلاحات اصلاً یونانی سے نہیں آئیں بلکہ یونانی اور لاطینی ترکیبی مادوں (اور کہیں کہیں عربی اور فارسی الفاظ کو) سامنے رکھ کر وضع کی گئی ہیں۔ ایسی وضع شدہ اصطلاحوں کو دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ اگر اصطلاحیں وضع ہی کرنی ہیں تو ان کے لیے یونانی ماخذ ہی کیوں؟ اس کی ایک وجہ اس دور کے سائنس دانوں کا نفسیاتی رجحان بھی تھا۔ اگرچہ اس کا علم عربی زبان کی وساطت سے پہنچا تھا لیکن اہل یورپ کا نصب العین انھیں اپنے مرکز کی طرف رجوع کرنے پر مجبور کرتا تھا۔[۳۷]

اٹھارھویں صدی اصطلاح سازی کے میدان میں انقلاب لے کر آئی۔[۳۸] اس دور میں یورپ میں اصطلاح سازی کی میدان میں خاصی پیش رفت ہوئی اور اصطلاح سازی پر باقاعدہ اور منظم کام کیا جانے لگا۔ بہت سے ایسے اداروں کا قیام عمل میں لایا گیا جنھوں نے باقاعدہ طور پر اصطلاحوں کو مرتب کرنے کا آغاز کیا۔ اس سلسلے میں رائل سوسائٹی لندن کا نام قابلِ ذکر ہے۔ اس ادارے نے اصطلاحات کی معیار بندی کے لیے سوچا۔[۳۹]

اصطلاحی انتشار بھی اس دور میں جاری رہا۔ انیسویں صدی کے آغاز تک یہ اصطلاحی انتشار کافی حد تک ختم ہو گیا۔ یہ وہ دور ہے جس میں علم اصطلاح سازی کی حدود و قیود کا تعین کیا جانے لگا۔ اس کے ساتھ ساتھ اصطلاح سازی کے لیے باقاعدہ اصول و ضوابط تحریر میں لائے گئے۔ ان اصولوں کے مطابق اصطلاحی لغات مرتب کی جانے لگیں اور انھی اصولوں پر جدید اصطلاح سازی کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

لغت نگاری ایک مشکل کام ہے۔ اصطلاحی لغت نگاری اس سے بھی زیادہ مشکل اور محنت طلب کام ہے۔ چوں کہ اصطلاحی لغت عام لغت سے مختلف ہوتی ہے اس لیے اصطلاحی لغت نگاری کے اصول بھی عام لغت کے اصولوں سے الگ ہیں۔

خالد محمود خان عام لغت اور اصطلاحی لغت میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> اصطلاحی لغت سے مراد ہے کسی خاص فن یا علم کا لغت۔ اس وجہ سے اسے فرہنگ کے ذیل میں بھی شمار کیا جاتا ہے۔ عام لغت اور اصطلاحی لغت میں ایک بنیادی فرق تو یہ ہوتا ہے کہ عام لغت کی حدود یا دوسرے لفظوں میں ذخیرۂ الفاظ نسبتاً وسیع ہوتا ہے جب کہ اصطلاحی لغت کا دائرہ الفاظ کسی مخصوص علم یا فن تک محدود رہتا ہے۔ دوسرا فرق یہ بھی ہوتا ہے کہ عام لغت میں الفاظ کے محض مترادفات درج کر دینے سے بھی کام چلایا جا سکتا ہے۔ (اکثر لغات میں یہی طریقہ نظر آتا ہے) مگر اصطلاحی لغت میں لفظ (اصطلاح) کے محض مترادفات درج کرنے سے مقصد حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ اس کی تعریف کرنا بلکہ اکثر صورتوں میں تشریح و تعبیر کرنا بھی ضروری ہوتا ہے ورنہ اصطلاحی لغت کے کوئی معنی نہیں رہتے۔[۴۰]

اصطلاحوں کو کسی منظم طریقے سے پیش کرنے کے لیے اردو زبان میں بھی اصطلاح سازی کے اصول وضع کیے گئے ہیں۔ انھی اصولوں کے تحت اصطلاحی لغات مرتب کی گئیں۔ اردو زبان کو اس لحاظ سے برتری حاصل ہے کہ اس میں اصطلاح سازی کے اصول انگریزی سے وضع کیے گئے ہیں۔

> اردو میں اصول اصطلاحات سازی وضع کرنے کا کام انگریزی سے پہلے شروع ہوا۔ اس کی بنیاد اٹھارویں صدی کے اواخر میں رکھی گئی تھی اور انفرادی انداز میں اس پر کام کیا جارہا تھا۔ تقریباً ۱۸۲۰ میں دہلی کالج میں اصول سازی کی گئی۔ یورپ میں اصول اصطلاحات سازی وضع کرنے کا باقاعدہ آغاز انیسویں صدی میں سائنسی کانگرسیوں کے ذریعے انجام دیا جانے لگا اور یہیں سے انگریزی میں اس کی ابتدا ہوئی ہے۔[۴۱]

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اردو زبان کس قدر علمی وسعت کی حامل ہے۔ اردو زبان میں فن اصطلاح سازی کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کی مکمل صلاحیت موجود ہے۔ اردو زبان میں اصطلاحات کا سرمایہ اسی وقت سے پیدا ہونے لگا تھا جب اس زبان کو علوم وفنون کے اظہار کے طور پر استعمال کیا جانے لگا۔ ابتدا میں یہ اصطلاحات عربی، فارسی، ترکی اور سنسکرت وغیرہ سے ترجمہ یا وضع کی گئیں۔ اردو اصطلاحات کے تاریخی جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ اردو میں اصطلاحی ذخیرے کا آغاز صوفیانہ اصطلاحات سے ہوا ہے جو کہ پہلی بار چودھویں صدی عیسوی میں گیسو دراز کے والد شاہ راجو کے رسالے میں ملتی ہیں۔ اس کے بعد دینی علوم کی اصطلاحات اردو میں آئیں اور رواج پانے لگیں۔[۴۲] یہ اصطلاحات بھی انگریزی سے پہلے اردو میں شائع ہوئیں۔ ۱۶۶۳ سے قبل مسیحی اصطلاحات اردو میں شائع ہوئیں۔ اٹھارہویں صدی عیسویں کے اوائل سے اردو میں اصطلاح سازی کی روایت کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ یہ وہ دور تھا جس میں برصغیر میں مسلم حکومت کا زوال شروع ہوا۔ انگریزوں کی اجارہ داری قائم ہوگئی۔ انگریزوں کے تسلط کی بنا پر برصغیر میں سیاسی، معاشرتی، معاشی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ علمی و ادبی میدان میں بھی بہت سی تبدیلیاں آئیں۔ اس سلسلے کی ابتدائی کڑی ایسٹ انڈیا کمپنی کے تحت بننے والا فورٹ ولیم کالج قرار دیا جاسکتا ہے۔ یہ کالج انگریزوں نے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے بنایا لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اس ادارے نے اردو زبان وادب کو ترقی کی نئی راہوں پر ڈالا۔ فورٹ ولیم کالج کے زیرِ اہتمام تالیف وترجمہ کا شعبہ قائم کیا گیا جس کی بدولت تصنیف و تالیف کے ساتھ ساتھ ترجمے کی اہمیت بھی واضح ہوئی۔ یہاں جدید مغربی علوم کو اردو زبان میں منتقل کیا جانے لگا۔ انگریزوں نے اردو نصاب تعلیم میں بہت سی تبدیلیاں کرتے ہوئے ریاضی، سائنسی، جغرافیہ، معاشیات، قانون جیسے مضامین کو نصاب میں شامل کیا۔ اس کالج کے تحت لکھی جانے والی کتابوں میں مقامی اور سادہ الفاظ لینے کا اصول ملتا ہے۔ یہاں سے اصطلاحات سازی کا علم نئی ڈگر پر چل نکلا۔ اسی کالج سے تھامس روبک نے ۱۸۱۱ میں عسکری بحری اصطلاحات پر مبنی پہلی لغت شائع کی۔[۴۳] جسے لشکری ڈکشنری، عسکری ڈکشنری یا لغات جہاز رانی بھی کہا جاتا ہے۔

۱۸۲۰ء میں دہلی کالج کا قیام عمل میں آیا۔ دہلی کالج کے قیام کا مقصد جدید سائنسی علوم کی تدریس تھا۔ لہٰذا اس کالج میں دہلی ورنیکلر ٹرانسلیشن سوسائٹی قائم کی گئی۔ یہاں بہت سی انگریزی کتب کے اردو تراجم کیے گئے۔ اس

سوسائٹی کے تحت پہلی مرتبہ اصول اصطلاحات سازی وضع کیے گئے۔ یہ اصول انگریزی اصطلاحات کے ترجمے سے متعلق تھے۔ دہلی ورنیکلر ٹرانسلیشن سوسائٹی کے زیرِ انتظام درسی کتب کی ضرورت کے پیشِ نظر کیمیا، نباتات، معدنیات، ریاضی، طب، علم ہندسہ اور کئی دوسرے علوم کی اصطلاحات وضع کی گئیں۔ اس دور میں تراجم پر خاصا کام کیا گیا۔

سر سید احمد خان نے بھی اپنا کردار ادا کرتے ہوئے ۱۸۶۳ء میں سائینٹفک سوسائٹی علی گڑھ قائم کی۔ اس کے بعد وضع اصطلاحات کی کمیٹی بھی بنائی گئی۔ اس کے تحت اردو میں اصطلاحات وضع کی جانے لگیں نیز انفرادی و اداراتی سطحوں پر اصطلاحات سازی کا کام جاری رہا۔ بیسویں صدی کے اوائل تک اصطلاحات سازی کے علم کو خاص اہمیت حاصل ہو گئی تھی۔ ۱۹۱۷ میں نظام دکن کے فرمان کے مطابق جامعہ عثمانیہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جامعہ میں شعبہ تالیف و ترجمہ قائم کیا۔ اس کے سربراہ مولوی عبد الحق تھے۔ اس شعبے کی بدولت اصطلاح سازی کے کام میں غیر معمولی اور مفید پیش رفت ہوئی۔[۴۴]

دارالترجمہ کے صاحبانِ علم نے وضع اصطلاحات کے مختلف پہلوؤں کو مد نظر رکھ کر غور و فکر کرنے کے بعد مختلف اصول پیش کیے۔ ذیل میں راقمہ کے اپنے الفاظ میں ان اصولوں کا خلاصہ پیش کیا ہے۔

۱۔ انگریزی زبان کی اصطلاحوں کے مقابل اردو زبان کی اصطلاحات کو ترجیح دی جائے اور کوشش کی جائے کہ انگریزی زبان کی اصطلاحیں اردو زبان میں نہ لی جائیں۔[۴۵]

انگریزی زبان کی اصطلاحات کو اپنانے کے مرحلے پر پہنچ کر اصطلاح سازوں کے دو گروہ ہو گئے۔

۲۔ ایک گروہ کی یہ رائے تھی کہ تمام اصطلاحات عربی زبان سے وضع کی جائیں۔

۳۔ دوسرے گروہ کے مطابق اصطلاحات وضع کرنے کے عمل میں ان تمام زبانوں سے الفاظ لیے جاسکتے ہیں جو اردو میں قدرتی عنصر کے طور پر شامل ہیں۔[۴۶]

۴۔ دوسری زبانوں سے الفاظ لیتے وقت اس امر کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے کہ ان لفظوں کی ترکیب اردو گرامر کے مطابق بنائی جائے۔[۴۷]

۵۔ اردو زبان کی کئی زبانوں مثلاً عربی، فارسی، ہندی سے مرکب ہے۔ اس لیے علمی اصطلاحات وضع کرنے کے لیے ان زبانوں سے الفاظ لے سکتے ہیں۔ الفاظ کے اشتقاق و ترکیب میں کسی خاص زبان کے قاعدے کی پابندی نہ کی جائے۔ کیوں کہ ہر زبان کے اپنے خاص قاعدے ہیں۔ دوسری زبانوں کے الفاظ سے اشتقاق و ترکیب کے ذریعے جو اصطلاحات بنائی جائیں وہ اردو نحو کے مطابق ہونی چاہییں۔[۴۸]

۶۔ایسی اصطلاحات وضع کی جائیں جو معنی کو ادا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہوں۔[۴۹]

اصطلاحیں ان مادوں سے وضع کی جائیں جو زبان میں رائج ہیں۔ اشتقاق و ترکیب میں اپنی زبان کے قواعد کو ترک نہ کیا جائے۔[۵۰]

رائے سوہن لال، بابو راجندر لال متر، نواب عماد الملک (۱۸۴۲۔ ۱۹۲۶)، سید بلگرامی(۱۸۵۱-۱۹۱۱)، مولوی وحید الدین سلیم (۱۸۶۹-۱۹۲۷)، چودھری برکت علی (۱۹۰۲- ۱۹۵۲) جیسی شخصیات نے اس دور میں اصطلاحات سازی کے ضمن میں اہم کام کیے۔ چودھری برکت علی کو تو اردو میں علم اصطلاح کا بانی کہا جاسکتا ہے کیوں کہ اردو میں اصطلاح کا آغاز شودھری برکت علی کے چھوٹے سے کتابچے سے ہوا۔ یہ کتابچہ علم اصطلاح کی بنیاد ثابت ہوا بعد میں اسے مولوی وحید الدین سلیم نے ایک مبسوط کتاب کی صورت میں پیش کیا۔[۵۱]

مولوی وحید الدین سلیم نے وضع اصطلاحات کے موضوع پر مدلل انداز میں بحث کی اور اس سلسلے کی پہلی جامع کتاب تخلیق کی۔ مولوی وحید الدین سلیم کی کتاب وضع اصطلاحات ۱۹۲۹ میں پہلی مرتبہ انجمن ترقی اردو اورنگ آباد دکن سے شائع ہوئی۔ اس کتاب کے مطالعے سے لفظ اور اصطلاح دونوں مکاتیب فکر سے مکمل آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ اس کی اہمیت کے طور پر یہ اقتباس پیش کیا جاسکتا ہے:

> اگرچہ دتاتریہ کیفی، میجر آفتاب حسن اور کسی حد تک مولوی عبد الحق نے بھی تحریریں پیش کیں۔ اداروں کی سطح پر اردو بیورو دہلی، سائنٹفک سوسائٹی کراچی اور انجمن ترقی اردو نے اصول بنا کر علم اصطلاح میں پیش رفت کی لیکن حقیقت یہ ہے کہ وحید الدین سلیم کے کام کی جامعیت کو کوئی فرد یا ادارہ نہیں پہنچ سکا۔ ان کی کتاب وضع اصطلاحات اردو ہی میں نہیں بلکہ انگریزی سمیت دنیا کی کسی بھی زبان میں علم اصطلاح کی پہلی مبسوط کتاب ہے۔[۵۲]

ان کے پیش کردہ بہت س اصولوں کو من و عن قبول کر لیا گیا اور بعض اصولوں پر تنقیدی رویہ سامنے آیا۔ ان تمام اصولوں کو اگلے ابواب میں تفصیل سے پیش کیا جائے گا۔

قیام پاکستان کے بعد بھی مختلف اداروں نے جامعہ عثمانیہ کی روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے اصطلاح سازی کا کام جاری رکھا۔ ان اداروں میں انجمن ترقی اردو پاکستان ۱۹۴۷، اردو کالج، کراچی ۱۸۴۹، مجلس زبان دفتری حکومت پنجاب (پاکستان) ۱۹۴۹، مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۵۰، سائنٹفک سوسائٹی کراچی ۱۹۵۵، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور پاکستان ۱۹۵۶، ترقی اردو بورڈ کراچی ۱۹۵۸، مرکزی اردو بورڈ لاہور ۱۹۶۲، مقتدرہ قومی زبان ۱۹۷۹، وغیرہ کے نام اہم ہیں۔[۵۳] ان اداروں نے سائنسی کتب کے تراجم کیے۔ مختلف سائنسی علوم کی لغات کی تالیف و تدوین کی بہت سی

پرانی لغات کو دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق شائع کیا۔ اصطلاح سازی اور اصطلاحوں کی جمع، تدوین اور اشاعت کے سلسلے میں نمایاں خدمات سر انجام دیں۔ انجمن ترقی اردو پاکستان کو اصطلاح سازی کے کام میں معیار و مقدار کے لحاظ سے رہنما ادارہ سمجھا جاتا ہے۔ اس ادارے کے تحت کیا جانے والا کام سب سے زیادہ دقیع ہے۔ انجمن ترقی اردو نے چند سال کی قلیل مدت میں سائنسی و سماجی علوم کی ایک لاکھ سے زائد اصطلاحات تیار کیں لیکن سرمائے کی قلت کے باعث شائع نہ کر سکے۔ بعد ازاں یہ اصطلاحی ذخیرہ مرکزی اردو بورڈ کے حوالے کر دیا گیا۔[۵۴]

انجمن کا مرتب کردہ اصطلاحی ذخیرہ ایک لاکھ سے زائد اصطلاحات پر مشتمل ہے۔ اردو میں اصطلاحات سازی اور اصطلاحات نگاری کے میدان میں انجمن ترقی اردو نے جو خدمات سر انجام دی ہیں وہ قابلِ قدر ہیں۔ یہ خدمات بنیادی، دور رس اور قابلِ استفادہ ہیں۔ انجمن کی یہ خدمات اردو اصطلاحات سازی کی تاریخ میں یاد رکھی جائیں گی۔

ڈاکٹر شوکت سبزواری نے جدید اصطلاح سازی پہ کام کیا۔ انھوں نے اردو لسانیات کی اصطلاحات کو موضوعِ گفتگو بنایا اور اصطلاح سازی کے اصول بھی پیش کیے۔ ان کا کہنا ہے اصطلاحات کو قواعد کے مطابق ہونا چاہیے۔ اصطلاحی ترجمے میں مفہوم کی دلالت کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ اردو اصطلاحات کے سلسلے میں انھوں نے ہندی اور سنسکرت سے کنارہ کشی کا اصول بھی پیش کیا۔ وہ ایسی اصطلاحات وضع کرنے کے قائل ہیں جو مفہوم سے قریب تر ہوں۔ شوکت سبزواری کے مطابق اصطلاحات صرف مفرد ہوتی ہیں۔[۵۵]

ڈاکٹر جمیل جالبی نے بھی اس سلسلے میں اہم کام کیا۔ ان کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے فرہنگِ اصطلاحات جامعہ عثمانیہ مرتب کی۔ اس فرہنگ کو ۱۲۴ مختلف ماخذوں سے اکٹھا کرنے کے بعد جدید انداز سے مرتب کر کے فرہنگ کی صورت دی گئی۔ فرہنگِ اصطلاحات جامعہ عثمانیہ کو مرتب کرتے ہوئے ان تمام مطبوعات سے اصطلاحات لی گئیں جو جامعہ عثمانیہ کے لیے لکھی، ترجمہ کی گئیں اور جامعہ عثمانیہ سے شائع ہوئیں۔ اس فرہنگ میں تمام علوم کی اصطلاحات انگریزی حروف تہجی کے لحاظ سے مرتب کی گئیں ہیں۔ اس کے علاوہ علوم کے انگریزی مخففات کی فہرست فرہنگ کے ابتدائی صفحات میں دی گئی ہے۔ وہ اصطلاحات جو مختلف علوم میں ایک ہی معنی میں استعمال کی گئی ہیں وہ تمام علوم مخففات کی صورت میں اصطلاح کے ساتھ درج کر دیے گئے ہیں۔ الفاظ کا املا جامعہ عثمانیہ کی روایت املا کے مطابق ہے۔ ایسے و لفاظ جو دو طرح سے لکھے جاتے ہیں ان کی دونوں صورتیں اس مجموعے میں شامل ہیں۔ اشخاص، مقامات اور کیمیائی مرکبات کے نام اردو میں درج کیے گئے ہیں تاکہ ان کے تلفظ کی ادائیگی صحیح طریقے سے ہو سکے۔[۵۶]

ڈاکٹر سید عبداللہ کے بنائے گئے اصول مقتدرہ میں علم اصطلاحات سازی کی بنیاد ثابت ہوئے۔ یہ اصول وضع و استناد اصطلاحات کے نام سے ۱۹۸۵ میں کتابچے کی صورت میں شائع ہوئے۔ ان کے مطابق اصطلاح کا آسان اور مانوس ہونا لازمی نہیں ہے۔[۵۷]

اصطلاحات خود بخود وجود نہیں پاتیں، نہ ہی ان کا عوام سے کوئی تعلق ہوتا ہے۔ اسے عوام اور کثرت کے استعمال سے نہیں جوڑا جاسکتا۔ اس لیے اصطلاح کا مقامی زبان سے ہونا یا آسان ہونا بنیادی شرط نہیں ہے۔

ڈاکٹر معین الدین عقیل نے کتاب پاکستانی زبان و ادب میں نظر ثانی، ترجمہ اور وضع اصطلاحات کے اصولوں کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ اصطلاحات کے بین الاقوامی مترادفات کے ساتھ ساتھ اردو مترادفات بیان کرنے کے حق میں ہیں اور انگریزی کے بے جا استعمال پر اعتراض کرتے ہیں۔ وہ اسموں سے فعل بنانے اور ترکیبی اور اشتقاقی اصولوں کے قائل ہیں۔[۵۸]

من و عن انگریزی اصطلاحات کو بے جا استعمال کرنے کے بجائے کوشش کی جائے کہ انگریزی اصطلاح کی نوعیت کو سمجھ کر ان کے مطابق اردو زبان میں اصطلاح وضع کی جائے۔ اس عمل کے دوران اپنی علمی ضروریات کو مد نظر رکھ کر اردو کی صلاحیت سے استفادہ کیا جائے۔

جدید علم اصطلاح سازی کے ذیل میں ڈاکٹر عطش درانی کا نام بھی اہم ہے۔ جدید اصطلاح سازی کے حوالے سے ان کی خدمات قابلِ قدر ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا پی۔ ایچ۔ ڈی کا تحقیقی مقالہ بھی اردو اصطلاح سازی سے متعلق ہے۔ ان کا تحقیقی مقالہ کتابی صورت میں اردو اصطلاحات سازی کے عنوان سے ۱۹۹۴ میں انجمن شرقیہ علمیہ سے دوسری مرتبہ شائع ہوا۔ اصطلاحات سازی کے موضوع پر انھوں نے بہت سے مضامین بھی لکھے۔ یہ مضامین اصطلاحی جائزے کے عنوان سے مقتدرہ سے شائع ہوئے۔ اصطلاح سازی کے موضوع پر لکھی جانے والی منتخب تحریروں کو عطش درانی نے اصطلاحی مباحث کے عنوان سے مرتب کیا۔ اس کے علاوہ اردو اصطلاحات سازی پر لکھی گئی تحریریں اصطلاح سازی کے عنوان سے مرتب کیں۔ انھوں نے اصطلاحات کے نظری پہلوؤں کو موضوع بنانے کے ساتھ ساتھ اصطلاحات کو متحرک اور مفید بنانے کے لیے تجاویز بھی دیں۔

اردو میں جہاں شعبہ زندگی اور بنیادی و اطلاقی علوم کی اصطلاحات وضع کی گئیں اور اصطلاحی لغت شائع کی گئیں وہیں لسانیاتی ضرورتوں کے پیش نظر لسانیاتی اصطلاحات سازی پر بھی غور کیا جانے لگا۔ لسانیاتی اصطلاحات سے مراد لسانیات کی اصطلاحات ہیں۔ ماضی میں اردو لسانیات کی اصطلاحوں پر زیادہ کام موجود نہ تھا اور لسانیاتی اصطلاحی لغت کی صورت میں ہمارے ہاں روایت خاصی کمزور تھی۔ لسانیاتی اصطلاحات کو فرہنگوں کی صورت میں پیش کرنے

کا باقاعدہ آغاز ڈاکٹر شوکت سبز واری کی کتاب اردو لسانیات سے ہوتا ہے۔ یہ کتاب ۱۹۶۶ میں شائع ہوئی اور اس سلسلے کی پہلی کڑی ثابت ہوئی۔ اس کے بعد بہت سے مصنفین نے اپنی کتابی ضرورت کے پیش نظر اردو میں اصطلاح نگاری کا کام جاری رکھا۔[59]

ڈاکٹر شوکت سبز واری لسانیاتی اصطلاحات کی ضرورت اور اہمیت سے واقف تھے۔ ان کے مطابق لسانیات کے بنیادی شعبے صوتیات، اشتقاقیات، معنویات، صرف و نحو ہیں۔ اس لیے لسانیاتی اصطلاحات کی فرہنگوں میں انھی علوم کی اصطلاحات کو شامل کیا جانا چاہیے۔[60]

لسانیاتی اصطلاحات کی فرہنگوں میں لسانیات اور اس سے متعلقہ دیگر علوم کی فنی اصطلاحات، ان اصطلاحات کے مترادفات اور بعض اوقات تفصیل بھی درج ہوتی ہے۔ لسانیات کی اصطلاحیں روایتی، ادبی اور قواعدی اصطلاحات سے یکسر مختلف ہوتی ہیں۔ اس لیے ان کے لیے الگ فرہنگوں کا اہتمام کرنا ضروری سمجھا گیا ہے۔

پروفیسر گیان چند جین کتاب عام لسانیات میں لسانیاتی اصطلاحات سے متعلق لکھتے ہیں:

> لسانی مطالعے میں طالب علموں کو اصطلاحوں سے گھبراہٹ ہوتی ہے لیکن ان سے مفر نہیں۔ ہر علم و فن کی اپنی اصلاحیں ہوتی ہیں، جن کے ذریعے ماہرین مقررہ مفہوم کی ترسیل کرتے ہیں۔ لسانیات روایتی قواعد کی اصلاحوں کو نہیں اپنا سکتی کیوں کہ لسانیات کی اصلاحیں بالکل وہی مفہوم پیش نہیں کرتیں۔ تکنیکی مطالعے میں اصلاحیں ناگزیر ہیں۔[61]

کسی بھی علم کو سائنسی بنیادوں پر پرکھنے کے لیے اصطلاحات کا وجود بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ کسی زبان کے سائنسی مطالعے میں اصلاحوں کی ضرورت محسوس نہ کی جائے۔ اصطلاحات کی اسی ضرورت کے تحت لسانیات کی اصطلاحات کو بھی باقاعدہ طور پر فرہنگوں کی صورت میں پیش کرنے کا کام اہتمام کیا گیا۔ اصطلاحاتِ لسانیات کی فرہنگوں کے حوالے سے ہمارے ہاں زیادہ کام نہیں ملتا۔ اس طرز کی اب تک چار فرہنگیں سامنے آئی ہیں۔ پہلی فرہنگ فرہنگِ اصطلاحاتِ لسانیات ہے۔ یہ فرہنگ ۱۹۸۷ میں ترقی اردو بیورو نیو دہلی سے شائع ہوئی۔ اس کی تیاری اور تکمیل کے لیے مجلس بنائی گئی اور بہت سے ماہرین کی علمی و ادبی خدمات حاصل کی گئیں۔ یہ مجلس گیارہ اراکین پر مشتمل تھی۔ جن میں پروفیسر مسعود حسین خان، پروفیسر عبدالعظیم خان، پروفیسر گوپی چند نارنگ، پروفیسر عبدالستار دلوی، پروفیسر عتیق احمد صدیقی، پروفیسر گیان چند، ڈاکٹر خلیق انجم، ڈاکٹر فہمیدہ بیگم، ڈاکٹر عبدالغفار شکیل، ڈاکٹر محمد ذاکر ناور ڈاکٹر خلیل احمد بیگ شامل تھے۔ اس مجلس کے صدر پروفیسر مسعود حسین خان تھے۔

فرہنگ اصطلاحات لسانیات میں جدت اور ندرت سے کام لیتے ہوئے لسانیات کی نئی اصطلاحیں وضع کی گئی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ لسانیاتی اصطلاحات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو کہ لسانیاتی اصطلاحی ذخیرے میں اہم اضافہ ثابت ہوئیں۔ [۶۲]

لسانیاتی اصطلاحات سازی کے ضمن میں دوسری اہم فرہنگ کشاف اصطلاحات لسانیات ہے۔ یہ فرہنگ ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان نے ۱۹۹۵ میں پیش کی جو مقتدرہ قومی زبان سے شائع ہوئی۔ اس کشاف میں ڈاکٹر صاحب نے لسانیاتی اصطلاحات کے مفہوم کی وضاحت و تشریح کے ساتھ ساتھ اردو میں لسانیاتی اصطلاحات کی معیار بندی کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔ اس میں لسانیات اور اس سے متعلقہ دیگر علوم کی زیادہ سے زیادہ اصطلاحات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ بعض نئی اصطلاحات بھی وضع کی گئی ہیں۔

اس کشاف سے متعلق افتخار عارف نے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ایک اصطلاح کے لیے ایک اردو مترادف ہی پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ معانی میں امتیاز برتنے کے لیے بہت سی نئی اصطلاحات بھی وضع کی گئیں۔ ایسی اصطلاحات جن کے ایک سے زائد متبادلات پیش کرنا ضروری تھے وہاں قول معروف پر انحصار کیا گیا۔ [۶۳]

چوں کہ اس اعتبار سے کشاف اصطلاحات لسانیات کو اردو لسانیات وصوتیات کی پہلی کشاف ہونے کا شرف حاصل ہے اس لیے اسے سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے۔

اردو لسانیاتی اصطلاحات کی تیسری اہم فرہنگ فرہنگِ اصطلاحات لسانیات (انگریزی-اردو) ہے۔ یہ فرہنگ پروفیسر عامر علی خان نے مرتب کی۔ یہ ۲۰۱۰ میں مقتدرہ قومی زبان، پاکستان سے شائع ہوئی۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اردو لسانیات کی اصطلاحی لغات پہ ہمارے ہاں زیادہ کام موجود نہیں ہے۔ اس کمی کو پروفیسر عامر علی خان نے بھی محسوس کیا۔ انھیں اس امر کا بھی احساس تھا کہ اردو لسانیات کی اس وقت تک کی موجودہ لغات میں ہزراوں اصطلاحات والفاظ شامل نہیں ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ لغات نہ صرف جدید علمی تقاضوں کو پورا کرنے سے قاصر ہیں بلکہ جدید لسانیات کی اصطلاحات کو اردو میں سمجھنا اور ان سے استفادہ کرنا بھی خاصا دشوار ہے۔ انھی کمیوں کو محسوس کرتے ہوئے اس فرہنگ کو مرتب کیا گیا۔ اس فرہنگ کو سابقہ فرہنگوں کے مقابلے میں زیادہ جامع سمجھا جاتا ہے۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل اس فرہنگ سے متعلق اپنی رائے کا اظہار یوں کرتے ہیں:

> فرہنگِ اصطلاحات لسانیات، انگریزی اردو اس اعتبار سے سابقہ فرہنگوں کے مقابلے میں زیادہ مکمل اور جامع ہے کہ اس کے لیے اس علم کی جدید تر فرہنگوں کو سامنے رکھ کر اس سے مزید نئی اصطلاحات کو اخذ کیا گیا ہے اور ان کے ممکنہ حد تک سلیس اور رواں ترجمہ کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ یہ فرہنگ اردو میں اپنی نوعیت کی اس وقت تک سب سے جامع اور مکمل

فرہنگ ہے، یہ لسانیات اور زبان و ادب کے طلبہ و اساتذہ اور اسکالرز کے لیے نہایت مفید اور کارآمد ثابت ہوگی۔"[۶۴]

اس فرہنگ میں تقریباً سات ہزار الفاظ کا احاطہ کیا گیا ہے۔ اور قیاس یہی ہے کہ تین ہزار کے قریب ایسے الفاظ و اصطلاحات اس میں شامل نہیں ہیں جو موجودہ اردو لغات میں نہیں ملتے۔ مولف نے اصطلاحات کے ترجمے کے ساتھ ساتھ ان کے علمی مفاہیم کی وضاحت کی کوشش بھی کی ہے۔ بعض اصطلاحات کو جو کہ ایک سے زائد صورتوں میں مستعمل ہیں خط فاصل کھینچ کر الگ الگ درج کیا گیا ہے۔ امثال دیکھیے:

Elision[۶۵]	سقوط / حذف
Fusional[۶۶]	امتزاجی / اتصالی
Mellow[۶۷]	لطیف / ہموار
Notation[۶۸]	ترقیم / نگارش

اصطلاحات کی ترتیب و تالیف کرتے ہوئے انسائیکلوپیڈیا کی طرز کو اپنایا گیا۔ اصطلاحات کا ترجمہ الف بائی ترتیب سے درج کیا گیا ہے۔ اس فرہنگ میں لسانیات کی اصطلاحات کے علاوہ لسانیات سے متعلق اداروں کے نام، دنیا بھر میں بولی جانے والی تمام اہم زبانوں، بولیوں اور ان کے خاندانوں کے نام بھی درج کیے گئے ہیں۔ لسانیات سے متعلق زیادہ سے زیادہ مواد کو اس میں سمونے کی کوشش کی گئی ہے۔ جس کی بدولت لسانیات سے وابستہ لوگوں کے لیے سہولت پیدا ہوگئی ہے۔

لغات لسانیات اردو لسانیات کی اصطلاحوں پر مبنی اب تک پیش ہونے والی چوتھی لغت ہے۔ یہ خالد محمود خان نے پیش کی۔ یہ لغت ۲۰۱۷ میں بیکن بکس ملتان، لاہور سے شائع ہوئی۔ خالد محمود خان نے اس لغت کے لیے بنیاد ماریو پائی (Mario pie: 1901-1978) اور فرانک گائنر (Frank gaynor: 1852- 1920) کی Dictionary of Linguistics کو بنایا۔ انھوں نے اس لغت سے اصطلاحات کا انتخاب کیا اور پھر انھیں اردو میں منتقل کیا۔ لغات لسانیات میں انھوں نے پہلے ماریو پائی اور فرانک گائنر کی پیش کردہ اصطلاحات اور ان کی تعریفوں کو درج کیا پھر اردو میں ان اصطلاحات کی تعریف و وضاحت کی ہے۔[۶۹]

اس لغت میں انگریزی لغت کا متن حرف بہ حرف دہرایا گیا ہے اور پھر اس کے اردو متبادلات پیش کیے گئے ہیں۔ لسانی اصطلاحات کا اردو ترجمہ کرنے کے ساتھ ساتھ بعض نئی اصطلاحات کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ بعض مقامات

پر خالد محمود خان نے اصطلاحات کے معنی، تشریح و تعبیر اور تعریف بیان کرنے کے لیے مثالوں کا استعمال بھی کیا ہے۔ مثلاً ایک اصطلاح "اسم صفت" جو Adjective کی ترجمہ ہے، کی وضاحت مثال سے یوں کرتے ہیں:

> اسم صفت Adjective
>
> یہ وہ لفظ ہے جو اسم کی حالت اور کیفیت پر بحث کرتا ہے یعنی وہ اسم جو اپنے لفظ ہی سے تعلق رکھنے والی شے کو ظاہر کرے، اس میں کسی چیز کی خصوصیت معلوم ہوتی ہے یا کسی چیز کی اچھائی یا برائی ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے:
>
> لمبا: وہ جس کا تعلق لمبائی سے ہو۔
>
> پہلا: وہ جس کا تعلق پہل سے ہو۔
>
> نیلا: جس کا تعلق نیلے پن سے ہو۔
>
> لاہوری: وہ جس کا تعلق لاہور سے ہو۔ [۲۰]

اس سے فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ اصطلاح کا مفہوم مکمل طور پر سمجھنے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا اور اس میں کسی قسم کا ابہام باقی نہیں رہتا۔

ایم خالد فیاض کے مطابق:

> لغات لسانیات بیک وقت لسانی اصطلاحات کا ترجمہ بھی ہے، اردو میں نئی وضع کردہ اصطلاحات کا مرقع بھی، ان کی تعریف بھی اور تشریح و تعبیر بھی۔ جس میں مولف کے وژن کا اظہار بھی ملتا ہے۔ [۲۱]

کسی بھی اصطلاحی لغت میں محض اصطلاحات کے مترادفات درج کر دینا کافی نہیں ہوتا بلکہ اصطلاحات کی تشریح و تعبیر بعض صورتوں میں لازم ہوتی ہے۔ تاکہ اصطلاحات کے معنی کسی ابہام کا شکار نہ ہو جائیں۔ مولف نے اس امر کا بطور خاص اہتمام کیا ہے اور اصطلاحات کے مترادفات پیش کرتے ہوئے صرف انگریزی تعریفوں پر انحصار نہیں کیا بلکہ اپنی آزادانہ حیثیت اور علمی معلومات کا بھرپور استعمال کیا ہے۔ اس لحاظ سے خالد محمود خان کی یہ کاوش سراہے جانے کے قابل ہے۔ اور کہا جاسکتا ہے کہ لغات لسانیات اصطلاحی لغت نویسی میں ایک اہم اضافہ ہے۔

درج بالا سطور میں ان چاروں لسانیاتی اصطلاحات کی لغات کا تعارف پیش کیا گیا جو اب تک اردو میں سامنے آئی ہیں۔ ان کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ لسانیات کے لیے وضع کی گئی اصطلاحات میں بہت سے اختلافات بھی پائے جاتے ہیں جو بعض اوقات آسانی پیدا کرنے کے بجائے قاری، محققین اور لسانیات کے طالب علموں کے لیے کش مکش کا باعث بنتے ہیں۔ لسانیاتی اصطلاحات کی فرہنگوں میں الگ الگ اصطلاحات وضع کی گئی ہیں لہٰذا ان کے مطالعے کے بعد ان کے معیار و استناد سے متعلق فیصلہ کرنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ اس مطالعے کے ذریعے ان مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی جائے گی تاکہ اختلافات کا خاتمہ ہو سکے۔ تاہم موضوع کو محدود کرتے ہوئے اس تحقیق کے

لیے ان میں سے صرف دو لغات کشاف اصطلاحات لسانیات اور فرہنگ اصطلاحات لسانیات، انگریزی-اردو کا انتخاب کیا گیا ہے۔ نیز ان فرہنگوں کے جائزے کے لیے مولوی وحید الدین سلیم اور ڈاکٹر عطش درانی کے وضع کردہ اصول اصطلاحات سازی سے مدد لی جائے گی جنھیں اگلے باب میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ عطش درانی، اردو میں اصطلاحات سازی کی کوششوں کا جائزہ،(مقالہ برائے پی ایچ ڈی، پنجاب یونی ورسٹی لاہور، ۱۹۸۴ء)، ص ۲۶۔

۲۔ مولوی وحید الدین سلیم، وضع اصطلاحات،(کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۶۵ء)، ص ۱۲۔

۳۔ امیر اللہ خان شاہین، جدید اردو لسانیات،(میرٹھ: چغتائی پبلشرز ۶۷ مفتی اسٹریٹ، ۱۹۷۶ء)، ص ۱۴۰۔

۴۔ شوکت سبزواری، اردو لسانیات،(الہ آباد: اسرار کریمی پریس، ۱۹۷۵ء)، ص ۱۱۵۔

۵۔ مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ جلد اول،(نئی دہلی: ترقی اردو بیورو، ۱۹۷۴ء)، ص ۱۸۴۔

۶۔ تاریخ ملاحظہ: ۱۰ مئی ۲۰۲۱ء، وقت ملاحظہ صبح ۱۱:۰۰۔

https://Lexico.com.

۷۔ خالد محمود خان، لغات لسانیات،(لاہور بیکن بکس ملتان۔ ۲۰۱۷ء)، ص ۳۳۵۔

۸۔ عطش درانی، اصطلاحی جائزے،(اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان۔ ۱۹۹۸ء)، ص ۳۱-۳۲۔

۹۔ عطش درانی، اردو میں اصطلاحات سازی کی کوششوں کا جائزہ، ص ۹۱-۹۴۔

۱۰۔ ایضاً، ص ۲۵۔

۱۱۔ عطش درانی، اصطلاحی جائزے، ص ۵۹۔

۱۲۔ ایضاً، ص ۶۰۔

۱۳۔ الٰہی بخش اختر اعوان، کشاف اصطلاحات لسانیات،(اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۵ء)، ص ۳۷۳۔

۱۴۔ ایضاً، ص ۲۸۱۔

۱۵۔ ایضاً، ص ۴۳۳۔

۱۶۔ عطش درانی، اصطلاحی جائزے، ص ۶۰

۱۷۔ الٰہی بخش اختر اعوان، ص ۲۷۹۔

۱۸۔ ایضاً، ص ۱۱۷۔

۱۹۔ ایضاً، ص ۲۴۹۔

۲۰۔ خالد محمود خان، ص ۳۴۴۔

۲۱۔ عطش درانی، اصطلاحی جائزے، ص ۶۰-۶۱۔

۲۲۔ ایضاً، ص ۶۰۔

۲۳۔ ایضاً۔

۲۴۔ ایضاً، ص ۶۱۔

۲۵۔ ایضاً،ص ۲۸۔

۲۶۔ الٰہی بخش اختر اعوان، ص ۲۲۴۔

۲۷۔ ایضاً،ص ۳۷۸۔

۲۸۔ ایضاً،ص ۹۴۔

۲۹۔ عطش درانی،اردو اصطلاحات سازی،(اسلام آباد انجمن شرقیہ علمیہ، ۱۹۹۳)ص ۱۳۷۔

۳۰۔ عطش درانی،اصطلاحی جائزے،ص ۱۳۔

۳۱۔ ایضاً،ص ۱۴۔

۳۲۔ شوکت سبز واری،ص ۱۱۸۔

۳۳۔ عطش درانی،اصطلاحی جائزے،ص ۱۶۔

۳۴۔ ایضاً،ص ۶۲۔

۳۵۔ ایضاً۔

۳۶۔ عطش درانی،اردو میں اصطلاحات سازی کی کوششوں کا جائزہ،ص ۵۷۔

۳۷۔ ایضاً،ص ۵۹۔

۳۸۔ عطش درانی، اصطلاحی جائزے،ص ۶۳۔

۳۹۔ ایضاً۔

۴۰۔ خالد محمود خان،ص ۱۰۔

۴۱۔ عطش درانی،اردو میں اصطلاحات سازی کی کوششوں کا جائزہ،ص ۴۰۔

۴۲۔ عطش درانی،اصطلاحی جائزے،ص ۷۰۔

۴۳۔ ایضاً۔

۴۴۔ جمیل جالبی،اصطلاحی مباحث،مرتبہ: عطش درانی(اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۸)،ص ۷۸۔

۴۵۔ ایضاً،ص ۷۹۔

۴۶۔ ایضاً۔

۴۷۔ ایضاً،ص ۸۰۔

۴۸۔ ایضاً،ص ۷۹۔

۴۹۔ ایضاً،ص ۸۰۔

۵۰۔ ایضاً،ص ۸۰۔

۵۱۔ عطش درانی،اصطلاحی جائزے،ص ۷۔

۵۲۔ ایضاً،ص ۸۔

۵۳۔ ابو سلمان شاہ جہانپوری، اردو اصطلاحات سازی (کتابیات)، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۴)، ص ۸۔
۵۴۔ انور سدید، "اردو میں وضع اصطلاحات کا عمومی جائزہ"، مشمولہ: تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات، مرتبہ: اعجاز راہی، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۶)، ص ۷۵۔
۵۵۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری، ص ۱۱۸۔
۵۶۔ جمیل جالبی، فرہنگ اصطلاحات جامعہ عثمانیہ، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۱)، ص ۳۔
۵۷۔ عطش درانی، اصطلاحی جائزے، ص ۲۲۵۔
۵۸۔ معین الدین عقیل، پاکستانی زبان و ادب، (لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۱۹۹۹)، ص ۲۴-۲۶۔
۵۹۔ الٰہی بخش اختر اعوان، ص ۳۔
۶۰۔ شوکت سبزواری، ص ۱۱۶۔
۶۱۔ گیان چند جین، عام لسانیات، (نئی دہلی: ترقی اردو بیورو، ۱۹۸۵)، ص ۶۱۔
۶۲۔ مسعود حسین خان، فرہنگ اصطلاحات (انگریزی-اردو) لسانیات، (نئی دہلی: ترقی اردو بیورو، ۱۹۸۷ء)، ص ۱۱۔
۶۳۔ الٰہی بخش اختر اعوان، ص ۳۔
۶۴۔ عامر علی خان، فرہنگ اصطلاحات لسانیات انگریزی-اردو، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۱۰)، ص ۵۔
۶۵۔ ایضاً، ص ۷۰۔
۶۶۔ ایضاً، ص ۸۶۔
۶۷۔ ایضاً، ص ۱۴۲۔
۶۸۔ ایضاً، ص ۱۵۸۔
۶۹۔ خالد محمود خان، ص ۵۔
۷۰۔ ایضاً، ص ۲۴۔
۷۱۔ ایضاً، ص ۱۰

باب دوم:

اصول اصطلاحات سازی: بہ حوالہ خصوصی پروفیسر وحید الدین سلیم اور ڈاکٹر عطش درانی

باب دوم:

اصول اصطلاحات سازی: بہ حوالہ خصوصی پروفیسر وحید الدین سلیم اور ڈاکٹر عطش درانی

گذشتہ باب میں فرہنگِ اصطلاحات کے آغاز و ارتقا سے تفصیلی بحث کی گئی۔ اس باب میں مولوی وحید الدین سلیم اور ڈاکٹر عطش درانی کے وضع کردہ اصطلاحات سازی کو تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔

اصول اصطلاحات سازی بہ حوالہ پروفیسر وحید الدین سلیم

پروفیسر وحید الدین سلیم ۱۸۶۹ء میں پانی پت میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام حاجی فرید الدین تھا۔ وحید الدین سلیم نے ابتدائی تعلیم پانی پت میں حاصل کی اس کے بعد لاہور آ گئے۔ یہاں میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے ساتھ ساتھ عربی اور فارسی کی تعلیم بھی حاصل کی۔ اس کے بعد ریاست بہاولپور میں محکمہ تعلیم میں ملازم ہو گئے۔ کچھ عرصہ رام پور میں ہیڈ مولوی کی حیثیت سے کام کیا۔ پانی پت میں مطب بھی قائم کیا۔ الطاف حسین حالی کے توسط سے ان کی ملاقات سر سید احمد خان سے ہوئی۔ انھوں نے وحید الدین سلیم کو اپنا سیکریٹری بنا لیا اور پھر یہ تعلق سر سید کی وفات تک قائم رہا۔ وحید الدین سلیم نے اپنا رسالہ "معارف" بھی نکالا۔ اس کے علاوہ اخبار "سائنٹیفک سوسائٹی، علی گڑھ گزٹ، مسلم گزٹ لکھنو اور زمیندار لاہور کے ایڈیٹر بھی رہے۔ ترجمہ نویسی کے میدان میں خاصی مہارت رکھتے تھے۔ اسی بدولت حیدر آباد سے بلا لیے گئے۔ وہاں دارالترجمہ میں اپنی مشہور کتاب "وضع اصطلاحات" تصنیف کی۔ عثمانیہ یونی ورسٹی قائم ہوئی تو وہ اردو کے پہلے اسسٹنٹ پروفیسر مقرر ہوئے۔ بعد میں پروفیسر کا عہدہ مل گیا۔ پروفیسر وحید الدین سلیم کے مضامین کا مجموعہ "افاداتِ سلیم" کے عنوان سے شائع ہوا۔[1]

"وضع اصطلاحات" از مولوی وحید الدین سلیم:

مولوی وحید الدین سلیم کی کتاب "وضع اصطلاحات" علم اصطلاح سازی کا احاطہ کرتی ہے۔ اصطلاح سازی کے حوالے سے یہ مشہور کتاب ہے اور اصطلاحات سازی کے فن پر اردو میں پہلی کتاب مانی جاتی ہے۔ اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ اس کے تین ایڈیشن اب تک شائع ہو چکے ہیں۔

> علم اصطلاحات سازی سے متعلق پہلی مفصل کتاب مرتب کرنے کا اعزاز مولوی وحید الدین سلیم کو حاصل ہے۔ یہ کتاب ۱۹۲۲ء میں مکمل ہوئی۔ ۱۹۲۹ء میں انجمن ترقی اردو اورنگ آباد دکن نے اسے پہلی مرتبہ شائع کیا۔ ۱۹۵۲ء میں یہ پاکستان میں دوسری مرتبہ اور ۱۹۶۵ء میں تیسری مرتبہ شائع ہوئی۔[2]

مولوی وحید الدین سلیم نے "وضع اصطلاحات" میں علم اصطلاحات سازی پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ کتاب کے ابتدائی صفحات پر ان مباحث کو قلم بند کیا گیا کہ اصطلاح کیا ہے اور اس کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے اس بحث کے بعد اصطلاح بنانے والے دو اہم گروہوں کی نشان دہی کی گئی ہے۔ جن میں سے پہلا گروہ اس بات کا قائل ہے کہ تمام اصطلاحی الفاظ عربی زبان کی مدد سے بنالیے جائیں کیوں کہ ہماری زبان میں عربی کا عمل دخل زیادہ ہے۔ جب کہ دوسرے گروہ کی رائے یہ ہے کہ اصطلاحیں وضع کرنے کے سلسلے میں ان تمام زبانوں کے الفاظ سے مدد لی جائے، جن کے الفاظ اردو کی لسانی ساخت اور قواعد کے ساتھ بآسانی ربط بنا لیتے ہیں۔ مولوی وحید الدین سلیم دوسرے گروہ کی رائے کو مقدم جانتے ہیں۔

"وضع اصطلاحات" میں وہ لکھتے ہیں:

> اردو زبان کے قدرتی عنصر عربی، فارسی اور ہندی زبانیں ہیں۔ ہمارے لیے سہولت اسی میں ہے کہ ہم جو نئے الفاظ بنائیں ان کے مادے تینوں زبان سے لیں اور اپنی زبان کو ترقی کی اس طبعی رفتار پر آگے بڑھنے دیں جس پر وہ آج تک چلتی رہی ہے۔ جامعہ عثمانیہ کی وضع اصطلاحات کمیٹی نے دونوں نقطہ نظر پر غور کر کے یہ منظور کر دیا کہ اردو زبان میں جو علمی اصطلاحیں وضع کی جائیں ان کے لیے الفاظ عربی، فارسی اور ہندی سے بے تکلف لیے جائیں مگر الفاظ کو ترتیب دیتے وقت اردو زبان کی گرامر کا خیال رکھا جائے۔[3]

وضع اصطلاحات میں دو طرح کی اصطلاحات وضع کرنے کے اصول پیش کیے گئے ہیں:

۱۔ مفرد اصطلاحات

۲۔ مرکب اصطلاحات

مفرد اصطلاحات کے ذیل میں سبقلاحی اصطلاحات (وہ اصطلاحات جو سابقوں اور لاحقوں کی مدد سے وجود میں آتی ہیں) اور فعلی اصطلاحات (ایسی اصطلاحات جو کسی امر کے فعل کی صورت اختیار کرنے کے نتیجے میں تشکیل پاتی ہیں) وضع کرنے کے اصولوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

سابقوں، لاحقوں، نیم سابقوں اور نیم لاحقوں کے ذیل میں مفرد اور مرکب الفاظ کا جو سرمایہ اس کتاب میں جمع کیا گیا ہے وہ قابلِ قدر ہے۔ ہر دور میں اس کتاب کی اہمیت تسلیم کی جاتی رہی ہے۔

مولوی عبدالحق نے اشاعت سے پہلے انجمن ترقی اردو کی سالانہ رپورٹ ۱۹۲۲ـ۲۳ء میں کتاب کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے:

> یہ کتاب ملک کے نامور انشا پرداز اور عالم مولوی وحید الدین سلیم (پروفیسر عثمانیہ کالج) نے سال ہا سال کے غور و فکر اور مطالعے کے بعد تالیف کی ہے۔ بقول فاضل مولف یہ بالکل نیا موضوع ہے۔ میرے علم میں شاید ایسی کوئی کتاب نہ آج تک یورپ کی کسی زبان میں لکھی گئی ہے نہ ایشیا کی کسی زبان میں۔ اس میں وضع اصطلاحات کے ہر پہلو پر تفصیل کے ساتھ بحث کی گئی ہے اور اس کے اصول قائم کیے گئے ہیں۔ زبان کی ساخت، اس کے عناصر ترکیبی، مفرد و مرکب اصطلاحات کے طریقے، سابقے، لاحقے، مصادر اور ان کے مشتقات، غرض سینکڑوں دلچسپ اور علمی بحثیں زبان کے متعلق آگئی ہیں۔ اردو میں بعض اور کتابیں بھی ہیں جن کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ زبان میں ان کی نظیر نہیں لیکن اس کتاب نے زبان کی جڑیں مضبوط کر دی ہیں اور ہمارے حوصلے بلند کر دیے ہیں۔ اس سے پہلے ہم اردو کو علمی زبان کہتے ہوئے ہچکچاتے تھے۔ مگر اس کتاب کے ہوتے یہ اندیشہ نہیں رہا۔ اس نے حقیقت کا ایک نیا باب ہمارے سامنے کھول دیا ہے۔[۴]

یہ کتاب وضع اصطلاحات کس قدر اہمیت کی حامل ہے اور اسے اصطلاحات سازی سے متعلق جامع کتاب سمجھنا بے جا نہیں ہے۔

مولوی وحید الدین سلیم نے وضع اصطلاحات کے جو اصول پیش کیے بعد میں ان اصولوں کو اصطلاحات سازی کے میدان میں نمایاں حیثیت حاصل رہی ہے۔ اگلے صفحات میں انھی اصولوں سے متعلق بحث کی جائے گی۔

مفرد اصطلاحات وضع کرنے کے اصول:

مفرد اصطلاحات سے مراد وہ اصطلاحیں ہیں جو عام طور پر ایک ہی لفظ پر مشتمل ہوتی ہیں۔

مفرد اصطلاحات وضع کرنے کے لیے مولوی وحید الدین سلیم نے جو اصول پیش کیے ان کو ذیل میں اختصار کے ساتھ بیان کیا جا رہا ہے۔

۱۔ اردو زبان کو لشکری زبان تصور کیا جاتا ہے۔ اس میں بہت سی دیگر زبانیں مثلاً ہندی، عربی، فارسی وغیرہ قدرتی عنصر کے طور پر شامل ہیں۔ مفرد اصطلاحات بنانے کے لیے ان تمام زبانوں سے الفاظ لیے جا سکتے ہیں۔ اس طرح سے اصطلاحی ذخیرے میں اضافہ ہوتا ہے اور زبان کی ترقی ممکن ہوتی ہے۔ اسی طرح سے اصطلاحات علمیہ وضع کرنے کے لیے مذکورہ زبانوں کے ساتھ ساتھ ترکی اور انگریزی زبان کے الفاظ بھی لیے جا سکتے ہیں۔

مثالیں:

گیس

مشین

کونین

انجن وغیرہ[5]

۲۔جو زبانیں قدرتی عنصر کے طور پر اردو زبان کا حصہ ہیں کوشش کی جائے کہ ان کے بھی صرف انھی الفاظ کو لیا جائے جو ہمارے ہاں مستعمل اور رائج ہو گئے ہیں۔ لیکن بعض اوقات ضرورت کے تحت وہ الفاظ استعمال کیے جاسکتے ہیں جو ہمارے ہاں رائج نہیں ہیں۔ انگریزی اور ترکی وغیرہ کے غیر مستعمل الفاظ لینے سے گریز کیا جائے۔ مولوی وحید الدین سلیم کے مطابق:

> مفرد اصطلاحیں وضع کرنے میں ان عام مفرد الفاظ سے کام لینا چاہیے جو ہماری زبان میں پہلے سے مستعمل ہیں۔ تاہم اگر کسی ایسے موقع پر ایسا عام مفرد لفظ نہ مل سکے جو رائج اور مستعمل ہو یا لفظ تو مل سکتا ہے مگر وہ ایسا لفظ ہے جس سے آئندہ ترکیب کے وقت دقت پیش آئے گی بر خلاف اس کے کسی عنصری زبان کا ایک اور لفظ جو کم مشہور ہے بہ نسبت اس کے چھوٹا اور ہلکا اور مرکبات میں آسانی سے کھپ جانے والا ہے تو ایسی حالتوں میں ضرورتاً عنصری زبانوں کے غیر مستعمل سے بھی کام لیا جاسکتا ہے۔[6]

یعنی مفرد اصطلاحات وضع کرتے وقت بھی اس امر کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اردو زبان کی آریائی فطرت کو مد نظر رکھتے ہوئے دیگر زبانوں سے الفاظ کا چناؤ کیا جائے تاکہ اصطلاحات سازی کے دوران ہماری زبان کی آریائی فطرت تباہ نہ ہو۔ اور الفاظ سازی کا عمل متاثر نہ ہونے پائے۔

۳۔ اصطلاح بناتے وقت جس لفظ کا انتخاب کیا جائے ضروری نہیں ہے وہ اصطلاحی لفظ پورے اصطلاحی معنی کا احاطہ کرتا ہو۔ اصطلاحی الفاظ میں اصطلاحی معنی کی جھلک ضرور موجود ہوتی ہے اور یہی جھلک کافی تصور کی جاتی ہے۔ کوشش یہ کی جائے کہ معنی کا نمایاں اور ممتاز حصہ اس جھلک میں موجود ہو تاکہ معنی آسانی سے سمجھ آ سکیں۔ ایسی اصطلاحات جن کے اصطلاحی معنوں کا نمایاں حصہ ظاہر نہیں ہوتا انھیں استعمال نہ کیا جائے بلکہ نئی اصطلاحات وضع کی جائیں تاکہ کسی قسم ک ابہام پیدا نہ ہو۔

اس اصول کو بیان کرتے ہوئے مولوی وحید الدین سلیم لکھتے ہیں:

> معنی کا یہ حصہ جو جھلک کہلاتا ہے اگر اس معنی کا نمایاں اور ممتاز حصہ ہو تو بہتر ہے۔ ہر مفرد اصطلاح وضع کرتے وقت حتیٰ الامکان کوشش کرنی چاہیے کہ اصطلاحی معنی کا نمایاں اور ممتاز حصہ اصطلاحی لفظ سے ظاہر ہو۔ اگرچہ اس بات سے کسی طرح انکار نہیں کا جاسکتا کہ زمانہ سابق میں جو اصطلاحات عربی اور انگریزی وغیرہ زبانوں سے وضع کی گئی ہیں ان میں ہمیشہ اور بالالتزام اس بات کی کوشش نہیں کی گئی کہ اصطلاحی الفاظ سے اصطلاحی معنوں کا نمایاں اور ممتاز حصہ ظاہر ہو۔ تاہم اس اصول پر عمل کرنے سے ہم زیادہ موزوں اور مناسب اصطلاحیں تجویز کر سکتے ہیں۔[۷]

اگر اصطلاح اپنے معنی ہی پوری طرح واضح نہ کرے اور اس کے اصل معنوں تک رسائی ممکن نہ ہو تو ایسی اصطلاح سود مند نہیں ہوتی۔

۴۔ اصطلاحی ذخیرے میں اضافہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ موجودہ الفاظ کو نئے نئے معنوں میں ڈھالا جائے۔ اس طرح سے اصل معنی اور نئے معنی کے درمیان ایک تعلق قائم ہو جائے گا۔ یہ تعلق تشبیہ کا بھی ہو سکتا ہے، کنایہ اور مجاز کا بھی۔ اس طرح نئی نئی اصطلاحات وضع کرنے میں آسانی ہو گی۔[۸]

۵۔ عربی زبان چوں کہ قدرتی عنصر کے طور پر اردو میں شامل ہے اس لیے اصطلاحات وضع کرتے ہوئے اس سے الفاظ لیے جاسکتے ہیں۔ عربی زبان میں مفرد اصطلاحات کا وسیع ذخیرہ موجود ہے۔ عربی کی قدیم مفرد اصطلاحوں کو قائم رکھا جائے لیکن اگر ضرورت کے تحت ان مفرد اصطلاحوں سے مرکب اصطلاحیں بنالی جاتی ہیں تو ان کی ترکیبی شکل وہ نہیں رہتی جو عربی زبان کے طریقۂ ترکیب کے مطابق تھی۔ پھر بھی اصطلاحات بناتے وقت عربی کی مفرد اصطلاحات سے اپنی زبان کی آریائی فطرت کے مطابق مرکب اصطلاحات تیار کرلی جائیں۔

مولوی وحید الدین سلیم کے مطابق:

> ترکیب کے ایسے قاعدے البتہ عربی اور دیگر سامی زبانوں میں نہیں ہیں جیسے کہ آریائی زبانوں میں ہیں۔ اسی بنا پر ہم نے قرار دیا ہے کہ مفرد علمی اصطلاحیں بناتے وقت ان مفرد عربی الفاظ سے کام لینا چاہیے جو ہماری زبان میں رائج اور مستعمل ہیں۔ اور اگر ضرورت پیش آئے تو عربی زبان کے ان مفرد الفاظ سے بھی کام لے سکتے ہیں، جو اب تک ہماری زبان میں رائج نہیں ہیں۔ مگر ترکیب اور الفاظ کے لیے ہمیں ان آریائی طریقوں کو کام میں لانا چاہیے، جن سے مرکب اصطلاحیں نہایت سہولت سے اور بے تکلف تیار ہو سکتی ہیں۔[۹]

۶۔ عربی زبان سے آریائی طریقۂ ترکیب کے مطابق اصطلاحات وضع کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس امر کا خاص دھیان رکھا جائے کہ عربی زبان سے صرف اتنا ہی کام لیا جائے جس سے ہماری زبان یعنی اردو کی آریائی فطرت پر اثر نہ پڑے۔

> عربی زبان سے ہمیں اسی قدر کام لینا چاہیے جہاں تک کہ ہماری زبان کی آیائی فطرت تباہ نہ ہو اور مرکب اصطلاحیں تیار کرنے کی جو آسانیاں ہمیں اس فطرت کے سبب میسر ہیں وہ برباد نہ ہونے پائیں اور آئندہ ایسی مرکب اصطلاحیں تیار نہ ہوں جن کا بولنا اردو زبان بولنے والوں کے لیے مشکل ہو اور پھر ان سے نئے مشتقات نہ بن سکیں۔[۱۰]

۷۔ انگریزی، جرمنی، یورپ، افریقہ کی دیگر زبانوں کے وہ الفاظ جو ہمارے ہاں رائج ہو گئے اور عوام کی زبان پر رواں ہیں انھیں نہ بدلا جائے بلکہ اسی طرح سے استعمال کریں۔ حیوانات، نباتات، سائنسی اشیاوغیرہ کے نام قائم رکھے جائیں۔ وہ اشیاء جو دریافت کنندوں یا موجدوں کے نام سے ماخوذ ہیں انھیں نہ بدلا جائے۔[۱۱]

۸۔ سائنسی اشیا کے وہ نام جو عربی، فارسی یا کسی ہندوستانی زبان سے انگریزی میں گئے اور ان کی شکل تبدیل کر دی گئی ان الفاظ کو انگریزی سے نہ لیا جائے بلکہ انھیں واپس اسی شکل میں منتقل کیا جائے جس میں وہ موجود تھے۔ اس کے علاوہ وہ سائنسی اشیا، جن کے اشتقاق معلوم ہیں ان کے لیے اپنی ہی زبان میں مفرد اصطلاحات وضع کی جائیں۔ ان میں کیمیا کے عناصر دوائیں، حیوانی، نباتاتی اور جمادی اشیا شامل ہیں۔[۱۲]

۹۔ انگریزی زبان میں بعض ایسی مفرد اصطلاحات مستعمل ہیں جنھیں روم، یونان وغیرہ کی اساطیر سے لیا گیا۔ ہندوستانی لوگ ان اصطلاحات سے بالکل بھی واقف نہیں ہیں کیوں کہ یہ ہماری زبان سے میل نہیں کھاتیں۔ اس لیے بہتر ہے ان لفظوں کو باقی نہ رکھا جائے۔ کوشش کی جائے کہ ایسی اشیا کے خواص معلوم کر کے اپنی اصطلاحات وضع کر لی جائیں۔[۱۳]

۱۰۔ اگر کسی شے کے لیے انگریزی کی کوئی اصطلاح وضع کی گئی ہے لیکن وہ اصطلاح اس شے کی غلط خاصیت کو ظاہر کرتی ہے تو اس صورت میں ہمیں اس کی تقلید نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس شے کی صحیح خاصیت معلوم کی جائے اور پھر اس خاصیت کی بنیاد پر نئی اصطلاح وضع کی جائے۔[۱۴]

۱۱۔ایسی اصطلاحات جو مشترک اور مترادف ہوں انھیں استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بہت سی عربی اور انگریزی اصطلاحات ایسی ہیں جو مختلف علوم میں الگ الگ، معنوں میں مستعمل ہیں ایسی اصطلاحات کو اگر استعمال کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے کیوں کہ یہ ہر علم میں الگ الگ معنی دیتی ہیں۔[۱۵]

۱۲۔انگریزی کی ایسی مشترک اصطلاحیں جو مختلف علوم میں جداگانہ معنوں میں مستعمل ہیں ان کے لیے بہتر ہے کہ انھیں اردو میں منتقل کرتے وقت ہر اصطلاحی معنی کے لیے ایک الگ لفظ تجویز کیا جائے۔[۱۶]

۱۳۔انگریزی زبان کی مفرد اصطلاحات کو جب اردو میں منتقل کیا جائے تو کوشش کی جائے کہ انگریزی کی مفرد اصطلاح کے لیے اردو میں بھی مفرد اصطلاح ہی وضع کی جائے لیکن اگر مفرد اصطلاح نہ ملے تو پھر مرکب اصطلاح ہی بنالی جائے۔[۱۷]

۱۴۔نئی وضع کی جانے والی مفرد اصطلاحات عربی، فارسی، ہندی یعنی اردو کی عنصری زبانوں سے لی جائیں۔ عربی اور فارسی کے مقابلے میں ہندی کو کم تر نہ سمجھا جائے بلکہ وضع اصطلاحات کے سلسلے میں اس سے بھی عربی اور فارسی زبان کی طرح کام لیا جائے۔[۱۸]

۱۵۔اپنی زبان کی اصطلاح کو انگریزی اصطلاح کے مقابلے میں ترجیح دینی چاہیے کیوں کہ وہ اصطلاح جس کا مادہ اپنی زبان سے لیا جائے وہ انگریزی کے مقابلے میں مانوس اور آسان ہو گی۔[۱۹]

۱۶۔انگریزی مفرد اصطلاحات کا لفظی ترجمہ ہی کافی تصور کیا جائے گا۔ بشرطیکہ وہ اصطلاحی معنی کو بیان کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔ یہ اصول دیگر زبانوں میں بھی اپنایا گیا ہے۔ عربی زبان کی بعض اصطلاحات یونانی زبان کی مفرد اصطلاحات کا ترجمہ ہیں۔

ذیل میں امثال درج کی گئی ہیں:

منطق	logic (لاجک)[۲۰]

دونوں لفظ جس مادے سے بنے ہیں اس کے معنی گفتگو کرنا کے ہیں۔

مستقیم	rectum (رکٹم)[۲۱]

یہ ایک آنت کا نام ہے۔ دونوں لفظوں کے معنی ہیں سیدھا۔

یعنی اگر کوئی لفظ اصطلاحی معنی کو بیان کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے تو پھر اس کا لفظی ترجمہ کرنا ہی مناسب ہے۔

اصطلاحات وضع کرتے وقت اس بات کا خیال بھی جائے کہ جو لفظ بنے وہ خوب صورت ہونے کے ساتھ ساتھ سہل اور زبان پر رواں ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو تاکہ اسے استعمال بھی کیا جا سکے۔

مولوی وحید الدین سلیم نے مفرد اصطلاحات وضع کرنے کے دو طریقے بیان کیے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱۔ سبقلاحی اصطلاحات

۲۔ فعلی اصطلاحات

سبقلاحی اصطلاحات وضع کرنے کے اصول:

وہ اصطلاحات جو سابقوں اور لاحقوں کی مدد سے وجود میں آتی ہیں سبقلاحی اصطلاحات کہلاتی ہیں۔ مولوی وحید الدین سلیم سبقلاحی اصطلاحات کو مفرد اصطلاحات قرار دیتے ہیں۔

"وضع اصطلاحات" میں انھوں نے سبقلاحی اصطلاحات بنانے کے جو اصول بیان کیے ہیں ذیل میں ان کا خلاصہ درج کیا جا رہا ہے۔

۱۔ انگریزی زبان کے ایسے سبقلاحی الفاظ جن کے لیے اردو میں اصطلاحات وضع کرنی ہوں ان میں دیکھ لینا چاہیے کہ کون سا سابقہ یا لاحقہ استعمال ہوا ہے۔ پھر اسی کے مطابق اپنی زبان میں کوئی موزوں سابقہ یا لاحقہ تلاش کیا جائے۔ لیکن اگر ایسا کوئی سابقہ یا لاحقہ نہ مل سکے تو پھر کوئی مناسب نیم لاحقہ یا نیم سابقہ اس مقصد کے لیے ڈھونڈ لینا چاہیے۔ اس صورت میں تیار ہونے والا لفظ نیم سبقلاحی کہلائے گا۔[۲۲]

۲۔ انگریزی سبقلاحی الفاظ کے مقابل اردو سبقلاحی الفاظ بنانے کے عمل میں یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر انگریزی سابقے کے لیے اردو میں بھی سابقہ مل جائے اور انگریزی لاحقے کے مقابل کوئی اردو لاحقہ ملے۔ بعض اوقات اس کے برعکس بھی ہوتا ہے۔[۲۳]

۳۔اگر بوقت ضرورت ایک لاحقہ مختلف علوم میں مختلف معنی میں استعمال کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔اس کو اس طرح سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔بہت سے انگریزی لاحقے ایسے ہیں جو کئی معنوں میں مستعمل ہیں۔[۲۴]

۴۔اگر کسی انگریزی لاحقے کے مقابل اردو میں ایسا لاحقہ نہ مل سکے،جو اس لاحقے سے بننے والے تمام سبقلاحی الفاظ کے ترجمے میں معاون ہو تو اس صورت میں مختلف لاحقے استعمال کیے جا سکتے ہیں۔[۲۵]

۵۔ اردو کا ایک سابقہ یا لاحقہ اگر انگریزی کے کئی سابقوں یا لاحقوں کے مقابل استعمال کیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔مثلاً انگریزی زبان میں 'اوپر' کا مفہوم ادا کرنے کے لیے حسبِ ذیل کئی سابقے مستعمل ہیں۔ "eph-ep-epi-up-super-hyper-over" وغیرہ۔ ہمارے ہاں اس سب کے مقابل صرف زیر اور بالا ہیں۔[۲۶]

۶۔فارسی مصدروں کے امروں کے ساتھ اسما کے ملانے سے جو سبقلاحی الفاظ تیار ہوتے ہیں ان کے آخر میں (ہ) کا اضافہ کر دینا چاہیے۔بعض اوقات فارسی میں "ک" کا اضافہ بھی کیا جاتا ہے۔[۲۷]

فعلی اصطلاحات وضع کرنے کے اصول:

فعلی اصطلاحات کا تعلق مصادر سے ہے۔ فعلی اصطلاحات کو مشتق اصطلاحات بھی جاتا ہے۔ مفرد اور مرکب دونوں طرح کے الفاظ سے یہ مصادر تیار کیے جا سکتے ہیں۔ان اصطلاحات کا مقصد یہ ہے کہ مطالب کو اختصار کے ساتھ ادا کر دیا جائے۔

مولوی وحید الدین سلیم وضع اصطلاحات میں فعلی اصطلاحات کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ:

جب کسی انگریزی مصدر کے مقابل نیا مصدر بنانا ہو تو پہلے اس مصدر کے مادے کا ترجمہ کرو۔
پھر اس کے آگے مصادر کی اردو علامات میں سے کوئی علامت لگاؤ۔مثلاً nationalise

نیشلائز (قوم میں داخل کرنا) قومانا، قومیانا- naturalise نیچرلائز (عادی کرنا، خو ڈالنا)،

فطرانا- فطریانا (فطرت سے) وغیرہ۔[۲۸]

مولوی وحید الدین سلیم نے فعلی اصطلاحات سے متعلق بیان کرتے ہوئے اس میں انگریزی زبان سے ize,ise وغیرہ کی شکلیں لی ہیں اور اس کے لیے اردو میں "انا" اور "نا" کے لاحقے استعمال کیے ہیں۔ ذیل میں فعلی اصطلاحات کی امثال درج کی گئی ہیں۔

۱۔ magnetize میگناٹائز (مقناطیس بنانا، مقناطیس کی طرح کھینچنا)

مقنانا (مقنا = مخفف مقناطیس سے)

مقناطنا (مقناط = مخفف مقناطیس سے)[۲۹]

میگناٹائز (magnetize) میں magnet کے ساتھ انگریزی لاحقہ ize استعمال کیا گیا ہے اور اردو میں اس کے مقابل اصطلاح میں مقناط کے ساتھ "نا" کا لاحقہ لگایا گیا ہے۔

۲۔ nationalise نیشنلائز (قوم میں داخل کرنا) قومانا، قومیانا۔[۳۰]

اس میں national کے ساتھ انگریزی لاحقہ ise کا اضافہ کیا گیا ہے اور اردو میں اس کے لیے "انا" اور "یانا" کے لاحقے استعمال کیے گئے ہیں۔

مولوی وحید الدین کے مطابق دو الفاظ پاس پاس رکھ دینے سے یا بغیر کسی اختصار یا علامتِ ربط کے ان کے مصدر بنا لینے سے ان کے ایک ذات ہونے کی دلالت نہیں ہوتی۔ ضروری ہے کہ ان الفاظ کو ملا کر ایک کیا جائے اور اختصار کا پہلو مد نظر رکھا جائے۔ اس طرح سے بننے والی فعلی اصطلاحات میں مطالب ادا کرنے کی مکمل صلاحیت موجود ہوتی ہے۔

چند امثال ذیل میں دی جا رہی ہیں:

اشکانا (اشک سے)

برفانا (برف سے)

عکسانہ (عکس سے)

عطرانہ (عطر سے)

غمزانا (غمزہ سے)[31]
تمام امثال فعلی اصطلاحات کی مثالیں ہیں اور اپنے مطالب ادا کرتی ہیں۔

مرکب الفاظ / مرکب اصطلاحات:

مرکب الفاظ یا مرکب اصطلاحات دو یا دو سے زائد لفظوں یا اصطلاحات کے ملنے سے وجود پاتی ہیں۔ ان الفاظ کے ملاپ سے نئے وجود میں آنے والے الفاظ / اصطلاحات نئے مطالب ادا کرتے ہیں۔ مرکب الفاظ اور مرکب اصطلاحات کو مولوی وحید الدین سلیم نے ایک ہی چیز قرار دیا ہے۔

مولوی وحید الدین سلیم نے مرکب الفاظ بنانے کے لیے سات طریقے بیان کیے ہیں۔ ذیل میں ان طریقوں کا خلاصہ درج کیا جارہا ہے۔ انھوں نے یہ بتایا کہ کن کن زبانوں کے الفاظ کے آپس میں ملاپ سے مرکب الفاظ تیار کیے جاسکتے ہیں:

۱۔ ہندی لفظوں کا ملاپ ہندی لفظوں کے ساتھ:

بعض مرکب الفاظ ایسے ہیں، جن کے دونوں جزو ہندی ہیں۔ دراصل یہ مرکب الفاظ ہندی الفاظ کے دوسرے ہندی الفاظ سے ملاپ کے نتیجے میں ترکیب پاتے ہیں۔ ذیل میں چند ایسے مرکب الفاظ درج کیے گئے ہیں جن کے دونوں جزو ہندی الفاظ پر مشتمل ہیں:

اکاس بیل

بیل گاڑی

سداسہاگن

دھرم راج وغیرہ[32]

۲۔ فارسی لفظوں کا ملاپ فارسی لفظوں سے:

فارسی لفظوں کے آپس میں ربط سے بھی مرکب الفاظ تیار کیے جاسکتے ہیں۔ ذیل میں فارسی لفظوں کے ملاپ سے ترکیب پانے والے مرکب الفاظ دیے گئے ہیں:

شب چراغ

آتش زبان

آب دیدہ

خون بہا وغیرہ[33]

۳۔ عربی لفظوں کا ملاپ عربی لفظوں سے:

عربی لفظوں کے ربط سے ترکیب پانے والے چند الفاظ ذیل میں مثال کے طور پر درج کیے گئے ہیں:

تکیہ کلام

عالی حوصلہ

وعدہ خلافی

قبول صورت وغیرہ[34]

۴۔ ہندی لفظوں کا ملاپ فارسی لفظوں سے:

ضروری نہیں ہے کہ مرکب الفاظ یکساں زبان کے الفاظ کے ملاپ سے تیار کیے جائیں۔ ذیل میں ہندی اور فارسی زبان کے لفظوں کے ملنے سے بننے والے مرکب الفاظ درج ہیں:

نیک چلن

گلاب جامن

تار گھر

چور دروازہ وغیرہ[35]

۵۔ ہندی لفظوں کا ملاپ عربی لفظوں کے ساتھ:

ہندی اور عربی لفظوں کے ملنے سے بننے والے مرکب الفاظ ذیل میں دیے جا رہے ہیں:

امام باڑہ

موتی محل

موتی مسجد

بال صفا وغیرہ[36]

۶۔فارسی لفظوں کا ملاپ عربی لفظوں سے:

عربی اور فارسی لفظوں کو باہم ملا کر مرکب الفاظ تیار کیے جاسکتے ہیں۔ ذیل میں چند ایسے الفاظ درج کیے جا رہے ہیں:

سبز قدم

جیب خرچ

بیش قیمت

تنگ حوصلہ [۳۷]

۷-ترکی اور انگریزی زبان کے لفظوں کا ملاپ دیگر زبانوں کے الفاظ کے ساتھ:

ترکی اور انگریزی زبان کے الفاظ کو دیگر زبانوں مثلاً فارسی، ہندی، عربی وغیرہ کے ساتھ ملا کر مرکب الفاظ تیار کیے جا سکتے ہیں۔ چند امثال پیش کی جا رہی ہیں، جس میں ایسے مرکبات درج ہیں:

آتش پلاؤ(ف + ت)

گڑھ کپتان (ہ+ا)

ریل گاڑی (ا+ہ)

اردو زبان (ت +ف) [۳۸]

مرکب اصطلاحات وضع کرنے کے اصول:

مولوی وحید الدین سلیم نے مرکب اصطلاحات وضع کرنے کے لیے کل بارہ اصول پیش کیے ہیں۔ یہ اصول ذیل کی سطور میں اختصار کے ساتھ درج کیے گئے ہیں:

۱۔ جب کوئی ایسی مرکب اصطلاح بنانی ہو جس سے کسی نئے لفظ یا اصطلاح کا بنانا مطلوب ہو تو مرکبات کی دی گئی اقسام پر عمل کیا جائے۔ جو طریقے بیان کیے گئے ہیں ان میں سے کسی کو استعمال کر کے اصطلاحات وضع کر دی جائیں۔ [۳۹]

۲۔ بعض اوقات ایسی مرکب اصطلاحات وضع کرنی پڑتی ہیں جن کے دونوں جزو ہندی ہو سکتے ہیں۔ اس صورت میں پہلے جزو یا دوسرے جزو میں سے جس میں بھی حرف علت موجود ہو، وہ گرا دینا چاہیے۔ اگر اصطلاح کے دونوں جزو

فارسی ہوں یا پھر ایک جزو فارسی اور ایک ہندی ہو تو اس صورت میں میں بھی پہلے یا دوسرے یا پھر دونوں جزوں میں موجود حرف علت گرا دینا چاہیے۔[40]

۳۔ کچھ مرکب اصطلاحات میں پہلے جزو کا آخری اور دوسرے جزو کا پہلا حرف یکساں ہو سکتا ہے۔ اگر ایسا ہو تو ان میں سے ایک کو خذف کر دیا جائے۔ اس طرح سے مرکب مختصر اور آسانی سے زبان پر رواں ہو جائے گا۔ اس طریقے پر عمل کرنے سے نئے مشتقات آسانی سے بنائے جاسکتے ہیں۔[41]

۴۔ اگر مرکب لفظ ایسے اجزا پر مشتمل ہے جس میں پہلے جزو کا آخری حرف اور دوسرے جزو کا پہلا حرف قریب المخرج ہو، مثلاً (س، ش)، (ک، گ)، (ب، پ)، (ت، ط) تو ان میں سے کسی ایک کو خذف کر دینا چاہیے۔ لیکن اس بات کو مد نظر رکھا جائے کہ جس حرف کو حذف کرنے سے اصطلاح آسان اور رواں ہو جائے، اسے ہی گرایا جائے۔[42]

۵۔ مرکب کے کسی جزو کے آخر میں ہائے مختفی ہو تو اسے حذف کر دینا چاہیے۔ مثلاً:

شیشہ سے شیش

کاسہ سے کاس

اس طرح ہندی کے ایسے الفاظ جن میں نون غنہ آتا ہو اور نون غنہ سے پہلے کوئی حرف علت ساکن ہو اور یہ کسی مرکب میں پہلے جزو کے طور پر آئیں تو حرف علت اور نون غنہ دونوں کو خذف کر دینا چاہیے۔ کھونٹ سے کھٹ

چھینک سے چھک وغیرہ[43]

ان الفاظ میں موجود حرف علت اور نون غنہ دونوں کو خذف کر کے انھیں مختصر کر دیا گیا۔

فارسی زبان کے وہ الفاظ جن کے آخر میں دو حرف صحیح ساکن ہوں اور یہ الفاظ کسی مرکب کے شروع میں آئیں تو طاس صورت میں ان کے آخری حرف کو گرا دینا چاہیے۔ مثلاً

گرد سے گر

زخم سے زخ وغیرہ[44]

۶۔ علمی ضروریات کی بنا پر مرکب الفاظ اردو میں عربی، فارسی اور ہندی زبان کی مدد سے بنائے جاسکتے ہیں۔ اس کے کچھ طریقے ہیں جن کے مطابق ان کو بنایا جاسکتا ہے۔

اگر مرکب کسی ایسے لفظ سے شروع ہو رہا ہو، جس کے درمیان کوئی حرف علت ساکن ہو تو اس حرف علت کے بعد جو بھی حروف ہوں، ان کو حذف کر دینا چاہیے۔ اس طرح سے ابتدائی جزو مختصر ہو جائے گا اور اس کے آخر میں حرف علت ساکن ہو گا۔ جب اس مختصر جزو کا ملاپ دوسرے جزو سے ہو گا تو دونوں مل کر مفرد ہو جائیں گے۔ پہلا جزو جس کے آخر میں حرف علت آخری حرف کے طور پر موجود ہو گا، وہ نئے سابقے کی شکل اختیار کر لے گا۔

امثال دیکھیے:

نمونہ سے نمو

نمودار

نمو تصویر

نموکار [۴۵]

ان تینوں مرکبات میں "نمو" سابقے کے طور پر استعمال ہوا ہے۔

بعض اوقات مرکب کا آخری جز کسی ایسے لفظ پر مشتمل ہوتا ہے جس کے درمیان حرف علت ساکن ہوتا ہے تو اس صورت میں اس حرف علت سے پہلے جو بھی حرف یا حروف ہوں انھیں گرا دینا چاہیے۔

اس عمل سے ابتدائی جز جو ساکن حرف علت پر مشتمل ہے، وہ مختصر ہو جائے گا اور اس میں پہلے جزو کے ساتھ گھل مل جانے کی صلاحیت پیدا ہو گی۔ یہ ایک نئے لاحقے کی صورت اختیار کر لے گا۔

مثلاً خول سے ول

نرمول، نرمولہ، سختول، سختولہ [۴۶]

"ول" کو نرم اور سخت کے ساتھ بطور لاحقہ استعمال کیا گیا ہے۔

مرکب کا آخری جز اگر کسی ایسے لفظ پر مشتمل ہے جس کے درمیان نون غنہ ہو تو اس صورت میں نون غنہ سے پہلے موجود حرف یا حروف کو حذف کر دیا جائے گا۔ اس طرح یہ آخری جز چھوٹا ہو جائے گا اور اس سے پہلے جز کے ساتھ یک جان ہو کر ملنے کی صلاحیت پیدا ہو گی اور وہ ایک نئے لاحقے کی صورت میں استعمال ہو گا۔ مثلاً:

سنگ سے نگ

زنگ، آتشنگ، آہنگ، آبنگ وغیرہ [47]

۸۔لاحقے یا نیم لاحقے بنانے کے لیے ایسے الفاظ بہترین ہیں، جن کی ابتدا الف ممدودہ سے ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان سے پہلے جو بھی الفاظ لگائے جاتے ہیں وہ گھل مل کر یکجان ہو جاتے ہیں۔

مثلاً: گرم آلہ سے گرمالہ [48]

۹۔ عربی زبان میں اگر کسی مرکب اضافی سے نسبت بنانا مطلوب ہو تو نسبت بناتے وقت اس کے ایک جز کے آخر میں یائے نسبتی لگائی جاتی ہے لیکن اگر پورے مرکب اضافی سے صفت نسبتی بنانی ہو تو پھر مرکب اضافی کو مختصر کر لیتے ہیں۔ [49]

مثلاً: گرشال

گرشال (گرک اور شہ خال) سے مل کر بنا ہے۔

۱۰۔ سبقلاحی الفاظ بنانے کے لیے مفرد اصولوں پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ حیوانات اور نباتات میں اس طریقہ کا استعمال کر سکتے ہیں۔

۱۱۔ انگریزی زبان میں ایک لفظ جتنے سبقلاحی یا مرکب الفاظ بنانے کے لیے استعمال ہو رہا ہے، ضروری نہیں ہے کہ اردو میں بھی اس کے مقابل تمام سبقلاحی اور مرکب الفاظ بنانے کے لیے ایک ہی لفظ استعمال کیا جائے۔

ان تمام اصولوں پر عمل درآمد بھی ہوا اور بعض اوقات ان سے انحراف بھی کیا گیا ہے مثلاً وحید الدین سلیم کے وضع کیے گئے ان اصولوں کو پوری طرح سے کوئی بھی رد نہیں کر سکا اور نہ ہی اس کتاب کا جواب دیا گیا۔

ڈاکٹر عطش درانی اپنی کتاب ”اردو اصطلاحات سازی“ میں لکھتے ہیں:

> حقیقت یہ ہے کہ مولوی وحید الدین سلیم کی یہ کتاب اردو میں اصطلاحات سازی کے لیے خاکہ وضع کرنے اور بنیاد کام کرنے کی پہلی اور ابھی تک آخری کوشش ہے۔ بعد میں اس خاکے کے مختلف حصوں میں نئے رنگ بھی بھرے گئے اور کچھ ترامیم اور اضافے بھی تجویز ہوئے۔ اس بنیاد پر کچھ عمارت تعمیر بھی ہوئی اور کچھ حصہ خالی بھی چھوڑ دیا گیا، لیکن ابھی تک اس کتاب کا جواب ہندی یا اردو میں نہیں دیا جا سکا اور نہ کسی محقق نے آگے بڑھ کر ان کے اصولوں کو پوری طرح سے رد کرنے کی ہمت کی ہے۔ اس سے پہلے دنیا کی کسی بھی زبان میں علمی اصطلاحات پر کوئی مبسوط کتاب موجود نہ تھی۔ یہ کتاب ”لفظیات“ کے ساتھ

ساتھ "اصطلاحیات" سے بھی قدرے روشناس کراتی ہے۔ اس لحاظ سے اسے نمائندہ مقام حاصل ہے۔[۵۰]

تاہم ڈاکٹر عطش درانی نے بعض مقامات پر مولوی وحید الدین سلیم کے پیش کردہ چند اصولوں سے اختلاف کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

وحید الدین سلیم کے ہاں ہمیں مقامی اور اردو الفاظ کے ملاپ اور یورپی الفاظ کے ساتھ ساتھ اُردو الفاظ کے ملاپ کا ذکر نہیں ملتا۔ ان کے ہاں مفرد لفظ اور مفرد اصطلاح میں فرق نہیں، جب کہ جدید علم اصطلاح میں دونوں مختلف الجنس ہیں۔[۵۱]

اس کے علاوہ مولوی وحید الدین میں سبقلاحی اصطلاحات کے ذیل میں بیان کیا کہ یہ ہمیں وہ سابقے اور لاحقے نہیں وضع کرنے چاہئیں جو پہلے سے استعمال نہیں ہو رہے، جب کہ ڈاکٹر عطش درانی کے خیال میں ایسا کرنا ضروری ہے کیوں کہ نئے نئے ترکیبی مادے نئے نئے الفاظ کے متقاضی ہیں۔

مولوی وحید الدین سلیم کے وضع کردہ اصولوں کو (اردو اصطلاحات سازی رہنما کے میدان میں) اصولوں کی حیثیت حاصل رہی ہے۔

مولوی وحید الدین سلیم کے وضع کردہ اصول اصطلاحات سازی کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اردو زبان میں کس قدر وسعت، گنجائش اور لچک موجود ہے۔ اردو زبان کے مزاج اور آریائی فطرت کو مد نظر رکھتے ہوئے انھوں نے اصول اصطلاحات سازی وضع کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ انگریزی الفاظ و اصطلاحات کے استعمال پر متفق نہیں تھے کیوں کہ ان کے خیال میں اگر انگریزی الفاظ و اصطلاحات کو بجنسہ اردو زبان میں داخل کر دیں گے تو اردو زبان کی ترقی رک جائے گی لیکن یہ دلیل زیادہ وزنی نہیں ہے۔ ایک زبان میں الفاظ کا اتنا ذخیرہ موجود نہیں ہوتا کہ تمام تر اصطلاحات اسی سے وضع کر لی جائیں۔ لاکھوں اصطلاحات وضع کرنے کے لیے بیرونی زبانوں سے مدد لینا لازم ہوتا ہے۔

مولوی وحید الدین سلیم کے وضع کردہ اصولوں کو حیدر آباد اور پاکستان، میں بھی رہنما حیثیت حاصل رہی ہے۔ بعد میں بھی اصطلاحات سازی کے عمل میں ان اصولوں سے مدد لی جاتی رہی ہے۔ ان اصولوں کی اہمیت، خوبیوں اور نقائص پر پچھلے صفحات میں تفصیلی بحث کی جا چکی ہے۔

اصول اصطلاحات سازی: بہ حوالہ خصوصی ڈاکٹر عطش درانی

عطااللہ خان عطش درانی ۲۲ جنوری ۱۹۵۲ء کو ساہیوال میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے ایجوکیشن، ایم اے اردو اور پی ایچ ڈی کی اسناد حاصل کیں۔ ڈاکٹر عطش درانی ماہر لسانیات، محقق، نقاد، مصنف، ماہرِ اصطلاحات، ماہرِ تعلیم اور ماہرِ جوہریات کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ انھوں نے کم و بیش دو سو پچھتر کتابیں لکھیں۔ اردو اور انگریزی زبان میں کم و بیش پانچ سو مقالے لکھے۔ مختلف جرائد کے عملہ ادارت میں شریک رہے اور بطور مدیر خدمات سرانجام دیں۔ مقتدرہ قومی زبان سے منسلک رہے۔ اور وہاں دار الترجمہ لغات و اصطلاحات کے سربراہ کی حیثیت سے کام کیا۔ لسانیات کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب کی کاوشیں خاص اہمیت کی حامل ہیں۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں شعبہ "پاکستانی زبانیں" کے سربراہ کے طور پر بھی کام کیا۔ نیشنل بک کاؤنسل سے بھی منسلک رہے۔ عطش درانی کی علمی تحقیق کی خدمات کے صلے میں انھیں تمغہ امتیاز اور ستارہ امتیاز سے نوازا گیا۔ [۵۲]

"اردو اصطلاحات سازی" از ڈاکٹر عطش درانی:

اردو اصطلاحات سازی ڈاکٹر عطش درانی کی اصطلاحات سازی پر مشتمل جامع کتاب ہے۔ یہ ڈاکٹر صاحب کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے، جسے بعد میں کتابی صورت دی گئی۔ اس میں انھوں نے اردو اصطلاح سازی کا جائزہ عالمی سطح پر ہونے والی کاوشوں کی روشنی میں لیا اور جدید علم اصطلاح کو مدنظر رکھ کر یہ بتایا کہ اصطلاح سازی کے میدان میں ہم کس مقام پر ہیں۔ کتاب کل سولہ ابواب پر مشتمل ہے۔ ابتدا میں اردو زبان کی تشکیل و پیدائش، تعریف، اس کے مزاج اور ارتقا کو موضوع بنایا۔ پھر انگریزی زبان کی تاریخ و ارتقا، انگریزی اصطلاحات اور مسلم ممالک زبانوں میں اصطلاحات سازی یعنی عربی، فارسی، ترکی، ملاوی، بنگلہ زبان کی اصطلاحات پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد اس کتاب میں بالترتیب اصطلاح کا مفہوم (لغوی معنی، مترادفات، اصطلاح اور محاورہ) اصطلاحات سازی (تعریف، نوعیت، ضرورت، اصطلاحات کا مقصد، خصوصیات وغیرہ) اصطلاح کا ترکیبی و نحوی تجزیہ نو، اصطلاحات کی اقسام (مفرد اصطلاح، مرکب اصطلاح، ترکیبی یا اتصالی اصطلاح، مشتق اصطلاح وغیرہ) اردو اصطلاحات ذخیرے کا کمیتی و موضوعاتی جائزہ، اردو اصطلاحات سازی کے اصولوں کا ارتقا، پاکستان میں اصول اصطلاحات سازی، اردو میں اصطلاحات سازی کے مکاتبِ فکر اور رجحانات، اردو کے اصطلاحی مسائل و نفسیات، اردو میں اصطلاحی انتشار اور ااستناد، اردو اصطلاحات سازی کا تاریخی مطالعہ یعنی اردو کا قدیم اصطلاحی سرمایہ، اردو اصطلاحات اور مستشرقین، اردو

اصطلاحات کے لیے انفرادی خدمات (چند ابتدائی اصطلاحات ساز، معروف اردو ادیبوں کی خدمات، علامہ اقبال کی اصطلاحی خدمات)، اردو اصطلاحات کے لئے متفرق اداروں کی کوششیں (ان اداروں کے ذیل میں علمی انجمنوں کی خدمات، مدرسہ فخریہ، حیدرآباد اسکول بک سوسائٹی، دہلی کالج، طبی مدارس کی خدمات، سائنٹیفک سوسائٹی علی گڑھ، انجمن پنجاب لاہور وغیرہ کا ذکر ہے)، ہندوستان میں اردو اصطلاحات سازی (انجمن ترقی اردو کی خدمات، جامعہ عثمانیہ کی خدمات، حیدرآباد دکن کے اداروں کی خدمات، بھارت میں اردو اصطلاحات سازی)، پاکستان کے علمی اداروں کی خدمات اور مقتدرہ قومی زبان کا بیان ہے۔"اردو اصطلاحات سازی" سے متعلق ظہیر مشرقی اپنے ایک مضمون میں اظہار خیال کرتے ہیں:

> کتاب کیا ہے؟ ایک بحر ذخار ہے۔ بارہ سو ماخذات کی بنیاد پر تعمیر کردہ یہ عمارت دوسری عمارتوں سے منفرد بھی ہے اور باشکوہ بھی۔ اردو میں اصطلاحات سازی کے موضوع پر اتنی قابل قدر اور مفصل کتاب اب تک منظر عام پر نہیں آئی یا کم از کم میری نگاہ سے نہیں گزری۔ جس سائنٹیفک انداز میں ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب کو تصنیف کیا ہے اور جس عرق ریزی و جاں کاہی سے اسے مرتب کیا ہے، اس کی نظیر کم ہی ملتی ہے۔ یہی وہ کتاب مستطاب ہے جس نے عطش درانی صاحب کو ڈاکٹر عطش درانی بنا دیا۔ یعنی اس کتاب کو ڈاکٹر صاحب نے پی ایچ ڈی کی ڈگری کے لیے مقالہ (Thesis) کی حیثیت سے تیار کیا تھا۔[۵۳]

اس کتاب میں اصطلاحیات کی طرف جو قدم بڑھایا گیا، وہ قابل قدر ہے۔ انھوں نے انتہائی مختصر الفاظ میں ایک بہت مفصل موضوع کو سمیٹ کر رکھ دیا ہے۔ یہ کتاب اردو کے علمی سرمائے میں ایک اہم اضافہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ ایک اعلیٰ پائے کی تحقیقی کتاب بھی ہے۔ بلحاظ معلومات، تجربات و اسلوبِ بیان یہ اپنی مثال آپ ہے۔

اصطلاحی جائزے:

"اصطلاحی جائزے" عطش درانی کی اصطلاحی مباحث پر مبنی مضامین کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۹۹۸ء میں مقتدرہ قومی زبان پاکستان سے شائع ہوئی۔ یہ کتاب اب دو ذیلی حصوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ نظری اصطلاحیات

۲۔ اطلاقی اصطلاحیات

پہلے حصے میں ان اصولوں پر بحث کی گئی جو اصطلاح سازی کے لیے ضروری ہیں اور ان اصولوں کی بدولت اصطلاحات کے خدوخال نمایاں ہوئے ہیں ۔ دوسرے حصے میں سائنس، ٹیکنالوجی، معاشیات

،ریاضی، ادبیات، لائبریری، سائنس، عمرانیات، صحافت کے ساتھ ساتھ عسکری، مسیحی، تعلیمی، تعلیم بالغاں کی اصطلاحات سازی پر اطلاق اور عملی مشکلات و مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔ اس میں بیان کیے گئے اصولِ اصطلاحات سازی کو ذیل میں اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر عطش درانی کے وضع کردہ اصول اصطلاحات سازی:

ڈاکٹر عطش درانی نے اصطلاحات سازی سے متعلق جو اصول پیش کیے ذیل میں اختصار کے ساتھ بیان کیے جا رہے ہیں۔

ا۔ ایسی اصطلاحات وضع کی جائیں جو منظم، واضح، مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ درست اور اپنے علم کی نمائندہ ہوں ۔[۵۴]

۲۔ ابتدا میں جب اردو اصطلاحات سازی کا عمل شروع ہوا تو اس وقت مقامی زبانوں کے علاوہ عربی اور فارسی زبانیں بھی علمی میدان میں پیش پیش تھیں۔ لہذا اردو میں عربی اور فارسی کی آمیزش بھی آگئی۔ بعد میں انگریزی زبان نے بھی اپنا لوہا منوایا اور علمی میدان میں خاصی ترقی کی۔ جدید اصطلاحات سازی کے میدان میں اردو کے ساتھ ساتھ انگریزی کی آمیزش بھی ضروری ہوگئی۔ اس لیے عالمگیریت اصطلاحات پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اردو میں بین الاقوامیت کا مادہ پہلے سے موجود ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسے جدید اصولوں پر استوار کیا جائے۔[۵۵]

۳۔ ایسی اصطلاحات جن کا سیدھا سادا ترجمہ کیا جا سکتا ہے انھیں اسی طرح سے ترجمہ کر لیا جائے۔ عمرانی علوم میں اس امر کا خاص خیال رکھا جائے۔ ان اصطلاحات کے مادے عربی یا فارسی سے بھی لے سکتے ہیں۔ بعض اصطلاحیں ایسی ہیں جو کسی خاص موجد، دریافت کنندوں، مقام یا حوالے کے ساتھ وضع ہوگئی ہیں اسی طرح سے اپنا لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ خاص طور اسم خاص سے متعلق اصطلاحات کو بعینہٖ ہی لے لیا جائے۔[۵۶]

۴۔ اصطلاحوں کا ترجمہ کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ یہ مفہوم اصطلاح کے قریب تر ہو۔ روزمرہ زبان یا لفظی ترجمہ اس سلسلے میں استعمال نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ اصطلاحات کا عوام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ چناں چہ

اصطلاحوں کے خود بخود وجود پانے کو کوئی تصور درست نہیں ہے۔ اصطلاح سازی کا عمل صرف عام زبان میں موجود چند اصولوں کے ساتھ انجام پاتا ہے۔[۵۷]

۵۔ اصطلاحوں کے وضع کرنے کے عمل میں ضروری ہے کہ قرارداد معنی اور تسلیم اصطلاحات سے کام لیا جائے۔ کوشش کی جائے کہ ایک تصور کے لیے ایک ہی اصطلاح وضع کی جائے۔ تاکہ کسی قسم کا ابہام پیدا نہ ہو۔[۵۸]

۶۔ اصطلاح سازی عام شخص کا کام نہیں ہے۔ بہتر ہے کہ اصطلاح سازی کا عمل اصطلاح میں مکمل دسترس کے بعد انجام دیں۔ اس مجلس میں پیشہ ور مکینوں، مستریوں، کمپونڈروں اور عام سطح کے استعمال کنندگان کی شمولیت بہتر اضافہ سمجھی جاسکتی ہے۔[۵۹]

۷۔ علاقائی زبانوں کا ذخیرہ الفاظ اس قدر وسیع نہیں ہو تا کہ ان سے لاکھوں اصطلاحات بنائی جاسکیں۔ ایسے علاقائی الفاظ کا ذخیرہ استعمال کیا جاسکتا ہے جو اردو سے ہم آہنگ ہو۔ اس طرح سے زبان کے ارتقا کا عمل بھی جاری رہتا ہے۔[۶۰]

۸۔ ہر علم کی اصطلاح میں صرف اسی علم کے دائرہ کار میں معاون ثابت ہوتی ہیں اس لیے مانوس نادوں سے اصطلاحیں بنانے کا عمل زیادہ سود مند نہیں ہے۔ کیوں کہ ہر علم کی اصطلاحات الگ الگ ہوتی ہیں ان کا ایک جیسا ہونا ممکن نہیں ہے۔ اصطلاح اور محاورے میں تکنیکی فرق موجود ہے اس لیے مانوسیت کی شرط نہیں ہے۔[۶۱]

۹۔ اصطلاح سازی کے عمل میں انگریزی زبان سے مدد لینے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے انگریزی زبان کی نوعیت اور اقسام کو سمجھا جائے اور پھر ان کے مطابق اپنی ضروریات کو مدنظر رکھ کر اردو کی صلاحیت سے استفادہ کرتے ہوئے اردو میں اصطلاحات سازی اور تراجم کا کام انجام دیا جائے۔[۶۲]

۱۰۔ انگریزی کہ وہ اصطلاحیں جن کے مادے یا ساق لاطینی یا یونانی ہیں انھیں ترک کر کے عربی، فارسی مادے اور ساق تلاش کیے جانے چاہئیں کیوں کہ عربی، فارسی تو اردو میں قدرتی عنصر کے طور پر شامل ہیں۔[۶۳]

۱۱۔ بعض انگریزی اصطلاحیں جو پہلے زمانے میں اس وقت کی معلومات کی رو سے تجویز کی گئی تھیں اور حال کی تحقیق سے صحیح نہیں رہیں ان کے بجائے ایسے اردو مترادفات تجویز کیے جائیں جو جدید تحقیق کی رو سے صحیح مفہوم ادا کر سکیں۔ ان میں انگریزی الفاظ کی تقلید نہ کی جائے اور نہ ایسے الفاظ کو جو عربی یا فارسی یا ہندوستانی سے انگریزی میں جا کر شکل تبدیل کر چکے ہیں انگریزی سے نقل کیا جائے بلکہ ان الفاظ کو ان کی اصل صورت میں واپس لایا جانا چاہیے۔[۶۴]

۱۲۔ انگریزی کے وہ الفاظ جو اردو میں آکر جزوِ زبان بن گئے ہیں ان کا ترجمہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیوں کہ اردو ایک امتزاجی زبان ہے اور اس میں ہر زبان کے الفاظ کو اپنے اندر سمونے کی صلاحیت موجود ہے۔ اردو میں انگریزی کے دخیل الفاظ کی خاصی طویل فہرست موجود ہے۔[۶۵]

۱۳۔ اصطلاحات کی لغات / فرہنگوں میں مشرقی اصطلاحات کو اردو سے انگریزی اور انگریزی سے اردو متبادلات کی صورت میں پیش کیا جائے۔[۶۶]

۱۴۔ سابقوں اور لاحقوں کی مدد سے بننے والی اصطلاحات میں خیال رکھا جائے کہ سابقوں اور لاحقوں کا ترجمہ کرتے وقت محلِ استعمال، روزمرہ اور دلالت وصفی پیشِ نظر ہوں تاکہ اصطلاحات مفہوم سے قریب تر رہیں اور انھیں سمجھنے میں آسانی ہو۔ اطلاقی علوم خصوصاً طب میں اصطلاحات وضع کرتے ہوئے اس امر کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے۔[۶۷]

۱۵۔ قدیم یونانی اصطلاحات جس صورت میں اردو تک پہنچیں انھیں اسی طرح سے لے لیا جائے۔

۱۶۔ اصطلاحی مفہوم کے لیے جو لفظ استعمال کیا جائے وہ قواعدِ علم اصطلاح کی رو سے درست ہونا چاہیے۔

۱۷۔ اگر لاطینی سے انگریزی زبان تک اصطلاحات میں کوئی اضافہ ہوا ہے اور اردو میں اس کے متبادل کے طور پر کوئی لفظ موجود نہیں ہے تو اسے اسی طرح قبول کر لینا چاہیے۔[۶۸]

۱۸۔ مسئلہ اصطلاحات کو تاریخی انداز historical approach سے حل کرنے کی کوشش کی جائے کیوں کہ اگر اصطلاحات کو ان کے تاریخی تناظر میں دیکھا جائے تو ان کے استعمال سے واقف ہوا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر عطش درانی نے اردو اصطلاح سازی کے حوالے سے علم اور اس کی تکنیک پر کام کیا ہے۔ وہ اصطلاح سازی اور لفظ سازی کو دو الگ چیزیں قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اصطلاح سازی کا کام ماہرین مضمون اور ماہرین علم اصطلاح کے باہمی تعاون اور اشتراک سے کیا جانا چاہیے تاکہ کسی قسم کا ابہام اور نقص پیدا نہ ہو۔[۶۹] انھوں نے روایتی لفظ سازی اور ترجمہ سازی کے اصولوں سے انحراف کرتے ہوئے جدید اصطلاحات کے تقاضوں کے مطابق اصول وضع کرنے کی سعی کی ہے۔ جدید علم اصطلاح کے اپنے منفرد اور مختلف اصول ہیں جنھیں اردو زبان کے حوالے سے مربوط کیا جانا چاہیے۔ ایسے اصول وضع کیے جائیں جو وقت کے ساتھ ساتھ بدلتی ہوئی علمی ضروریات کو پورا کر سکیں ۔اردو زبان میں جدید اصطلاحات کے اصول کو فروغ دیا جائے تاکہ آنے والے وقتوں میں اردو میں بھی جدید اصولوں کے مطابق اصطلاحات وضع کی جا سکیں۔

اس باب میں مولوی وحید الدین سلیم اور ڈاکٹر عطش درانی کے وضع کردہ اصولوں کو اختصار کے ساتھ سمیٹ دیا گیا ہے۔ اردو اصطلاحات سازی کی وہ روایت جس کا آغاز مولوی وحید الدین سلیم نے کیا تھا ڈاکٹر عطش درانی نے آگے بڑھ کر وضع اصطلاحات کے عمل کو جدید اصطلاحات سے مربوط کر کے نئی راہوں پر ڈال دیا۔ اردو کو ایک نئے لسانی سفر پر گامزن کرنے میں ان دونوں شخصیات کے کردار ناقابلِ فراموش ہیں۔

حوالہ جات:

۱۔ مولوی وحید الدین سلیم، افکارِ سلیم، مرتبہ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی (پانی پت: حالی اکیڈمی، ۱۹۳۸ء)، ص ۱۵۔۱۶۔

۲۔ عطش درانی، اردو اصطلاحات سازی (اسلام آباد: انجمن شرقیہ علمیہ، ۱۹۹۳ء)، ص ۲۰۲-۲۰۳۔

۳۔ مولوی وحید الدین سلیم، وضع اصطلاحات (کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۹۵ء)، ص ۲۴-۲۵۔

۴۔ عطش درانی، اردو اصطلاحات سازی، ص ۲۰۳۔

۵۔ ایضاً، ص ۱۷۶۔

۶۔ ایضاً، ص ۱۸۳۔

۷۔ ایضاً، ص ۱۸۴۔

۸۔ ایضاً۔

۹۔ ایضاً، ص ۱۸۶۔

۱۰۔ ایضاً، ص ۱۸۷۔

۱۱۔ ایضاً، ۱۸۹۔

۱۲۔ ایضاً، ۱۹۰۔

۱۳۔ ایضاً، ص ۱۹۱۔

۱۴۔ ایضاً۔

۱۵۔ ایضاً، ص ۱۹۲۔

۱۶۔ ایضاً۔

۱۷۔ ایضاً۔

۱۸۔ ایضاً، ص ۱۹۲-۱۹۵۔

۱۹۔ ایضاً، ص ۱۹۵۔

۲۰۔ ایضاً، ص ۱۹۶۔

۲۱۔ ایضاً۔

۲۲۔ ایضاً، ص ۲۱۱۔

۲۳۔ ایضاً، ص ۲۱۲۔

۲۴۔ ایضاً۔

۲۵۔ ایضاً۔

۲۶۔ ایضاً، ص ۲۱۳۔

۲۷۔ ایضاً، ص ۲۲۲-۲۲۳۔

۲۸۔ ایضاً، ص ۲۲۵۔

۲۹۔ ایضاً، ص ۲۲۶۔

۳۰۔ ایضاً، ص ۲۲۵۔

۳۱۔ ایضاً، ص ۲۲۹۔

۳۲۔ ایضاً، ص ۲۳۹۔

۳۳۔ ایضاً، ص ۲۴۰۔

۳۴۔ ایضاً۔

۳۵۔ ایضاً۔

۳۶۔ ایضاً، ص ۲۴۱۔

۳۷۔ ایضاً۔

۳۸۔ ایضاً۔

۳۹۔ ایضاً، ص ۳۰۴۔

۴۰۔ ایضاً، ص ۳۰۵۔

۴۱۔ ایضاً۔

۴۲۔ ایضاً، ص ۳۰۶۔

۴۳۔ ایضاً، ص ۳۰۷۔

۴۴۔ ایضاً۔

۴۵۔ ایضاً، ص ۳۰۸-۳۰۹۔

۴۶۔ ایضاً، ص ۳۱۰۔

۴۷۔ ایضاً۔

۴۸۔ ایضاً، ص ۳۱۲۔

۴۹۔ ایضاً، ص ۳۱۴۔

۵۰۔ عطش درانی، اردو اصطلاحات سازی، ص ۲۰۴۔

۵۱۔ عطش درانی، اصطلاحی جائزے (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۸ء)، ص ۷۸۔

۵۲۔ سعدیہ کمال، "عطش درانی کا یوم وفات"، تاریخ ملاحظہ: ۱۰ مئی ۲۰۲۱ء

http://mualla.pk/atash_durani_ka_youm_e_wafat

۵۳۔ ظہیر مشرقی "الفاظ و اصطلاحات اور مقتدرہ کا اقتدار" مشمولہ: اصطلاحی مباحث، مرتبہ: عطش درانی (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۸ء)، ص ۶۹۔

۵۴۔ عطش درانی، اصطلاحی جائزے، ص ۷۹۔

۵۵۔ ایضاً، ص ۸۰۔

۵۶۔ ایضاً، ص ۸۰-۸۱۔

۵۷۔ ایضاً، ص ۸۱۔

۵۸۔ ایضاً۔

۵۹۔ ایضاً۔

۶۰۔ ایضاً۔

۶۱۔ ایضاً۔

۶۲۔ ایضاً، ص ۱۲۳۔

۶۳۔ ایضاً، ص ۱۲۴۔

۶۴۔ ایضاً، ص ۱۲۶۔

۶۵۔ ایضاً، ص ۱۲۴-۱۲۵۔

۶۶۔ ایضاً، ص ۱۴۰۔

۶۷۔ ایضاً، ص ۱۴۳۔

۶۸۔ ایضاً۔

۶۹۔ ایضاً، ص ۴۴۔

باب سوم:

اصول اصطلاحات سازی کے تناظر میں کشاف اصطلاحاتِ لسانیات کا تجزیاتی مطالعہ

باب سوم:

اصول اصطلاحات سازی کے تناظر میں کشاف اصطلاحاتِ لسانیات کا تجزیاتی مطالعہ

پچھلے باب میں مولوی وحید الدین سلیم اور ڈاکٹر عطش درانی کے وضع کردہ اصولِ اصطلاحات سازی سے بحث کی گئی تھی۔ اس باب میں انھی اصولوں کا میری مجوزہ تحقیق کے لیے منتخب کردہ فرہنگوں پر اطلاق کیا جائے گا۔ تاہم یہ باب کشاف اصطلاحاتِ لسانیات سے متعلق ہے۔ اس لیے اس باب میں الٰہی بخش اختر اعوان کی کشاف اصطلاحاتِ لسانیات پر ان اصولوں کا اطلاق کرتے ہوئے تحقیقی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

باب کے پہلے حصے میں مولوی وحید الدین سلیم کے وضع کردہ اصولِ اصطلاحات سازی کی روشنی میں مذکورہ کشاف کا جائزہ لیا جائے گا۔ مفرد اصطلاحات کے جو اصول مولوی صاحب نے وضع کیے انھیں باب گذشتہ میں تفصیل سے بیان کیا گیا۔ ذیل میں ان اصولوں کے مطابق امثال پیش کی جا رہی ہیں۔ جس سے یہ واضح ہو گا کہ کشاف اصطلاحاتِ لسانیات وضع اصطلاحات کے اصولوں پر کس قدر پورا اترتی ہے۔

مفرد اصطلاحات وضع کرنے کے اصولوں کے مطابق کشاف کا جائزہ:

ا۔ اصطلاح کے سلسلے میں بنیادی اصول یہ ہے کہ جب بھی ایک اصطلاح ہمیں اپنی زبان میں نہیں ملتی اور اصطلاح ساز کو خود ہی کوئی اصطلاح وضع کرنی پڑتی ہے تو اسے دیگر زبانوں سے بھی مدد لینی پڑتی ہے۔ ہندی، فارسی، عربی وغیرہ وہ زبانیں ہیں جو ہماری زبان یعنی اردو میں قدرتی عنصر کے طور پر شامل ہیں۔ مفرد اصطلاحات بنانے کے لیے ان زبانوں

سے الفاظ لیے جا سکتے ہیں۔ اس اصول کے مطابق کشاف اصطلاحاتِ لسانیات کو پرکھا جائے تو اس میں ہندی، عربی اور فارسی زبان سے لیے گئے الفاظ ہمیں ملتے ہیں۔ ذیل میں چند مثالیں درج کی گئی ہیں:

Phone[1]	صوت (عربی)
Stem[2]	ساق (عربی)
Speech[3]	نطق (عربی)
Free[4]	آزاد (فارسی)
Infection[5]	چھوت (سنسکرت)

ان امثال سے معلوم ہوتا ہے کہ اصطلاحات سازی کے عمل میں اردو کے ساتھ ساتھ دیگر زبانوں کے الفاظ بھی لیے گئے ہیں۔

۲۔ قدرتی عناصر کے طور پر جو زبانیں مثلاً (ہندی، عربی، فارسی وغیرہ) اردو کا حصہ ہے۔ ان کے الفاظ لیتے وقت کوشش کی جائے کہ انھی الفاظ کو استعمال کیا جائے جو اردو میں رائج ہیں۔ انگریزی اور ترکی کے غیر مستعمل الفاظ لینے سے گریز کیا جائے۔

Post-position[6]	صلہ (عربی)
Defecitive[7]	ناقص (عربی)
Degree[8]	درجہ (عربی)
Liquid[9]	سیال (عربی)
Glossary[10]	فرہنگ (فارسی)
Glossolia[11]	بڑ (سنسکرت)

زیادہ تر الفاظ جو وضع اصطلاحات کے سلسلے میں دیگر زبانوں سے لیے گئے ہیں وہ اردو میں مستعمل ہیں اور زبان پر آسانی سے رواں ہیں۔

۳۔ اصطلاحی الفاظ میں اصطلاحی معنی کی جھلک ضرور موجود ہونی چاہیے۔ کوشش یہ کی جائے کہ معنی کا نمایاں حصہ اس جھلک میں موجود ہو تاکہ معنی کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ اس اصول کا اطلاق کشاف پر کرتے ہوئے ذیل میں چند مثالوں سے وضاحت کی گئی ہے:

Corruption[۱۲]	فساد
Corrupt[۱۳]	مفسود
Eye- dialect[۱۴]	چشمی بولی
Infection[۱۵]	چھوت

Corruption کے معنی عمومی طور پر بدعنوانی یا خرابی کے لیے جاتے ہیں۔ بہ طور اصطلاح اسے استعمال کیا گیا تو اس کے معنی فساد کے لیے گئے ہیں یعنی وہ چیز یا نظام جس میں خرابی پائی جا رہی ہو۔ اسی طرح corrupt کے لیے مفسود کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔ Eye- dialect کے معنی غمزہ کے ہیں یعنی ناز، نخرہ، معشوقانہ انداز وغیرہ۔ کشاف میں جب اسے اصطلاح کے طور پر وضع کیا گیا تو اس کے معنی ایک ایسی بولی کے لیے گئے ہیں جو آنکھوں کے اشاروں پر مبنی ہو۔ ان تمام اصطلاحی الفاظ میں معنی کا نمایاں حصہ موجود ہے جس کی بدولت معنی کو سمجھنے میں دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ لفظ چھوت عموماً اس مرض کے لیے استعمال ہوتا ہے جو ایک سے دوسرے کو لگ جائے لسانیاتی اصطلاح میں اس سے مراد اس مصوتے کے لیے گئے ہیں جو قریبی مصوتے کے زیرِ اثر تحول پذیر ہو۔

۴۔ ایک اصول یہ پیش کیا گیا کہ موجودہ الفاظ کو نئے نئے معنوں میں ڈھالنے کی کوشش کی جائے۔ نئے اور اصل معنوں کے درمیان قائم ہونے والا تعلق تشبیہ، کنایہ یا مجاز کا ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر چند اصطلاحات ذیل میں دی گئی ہیں:

Root[۱۶]	مادہ

Root سے مراد پودے کی جڑ کے لیے جاتے ہیں۔ اصطلاح میں Root سے مراد اس جزو کے لیے گئے ہیں جو تمام مشتق الفاظ میں موجود ہوتا ہے۔ Root کو کسی بھی لفظ کے ماخذ کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ لفظ اور نئے معنی کے درمیان تشبیہ کا تعلق موجود ہے۔

اساس (لفظ کا بنیادی مصدر)	Base[۱۷]

Base کے معنی بنیاد کے ہیں۔ لسانی اصطلاح کے طور پر اس سے مراد لفظ کا بنیادی مصدر، مصدری اساس یا مصدر مع ساقیہ کے لیے گئے ہیں۔ یعنی اسے مصدر یا لفظ کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے۔

۵۔ عربی زبان کی قدیم مفرد اصطلاحوں کو قائم رکھا جائے اگر عربی زبان کی اصطلاحات سے مرکب اصطلاحات تیار کی جائیں تو اس صورت میں ان کی ترکیبی شکل بدل جائے گی اور نئی بننے والی صورت عربی زبان کے طریقہ ترکیب سے مختلف ہو گی۔ کشاف سے اس ضمن میں چند امثال پیش کی گئی ہیں:

ابجد	Alphabet[۱۸]
تلمیح	Allusion[۱۹]
فقرہ	Clause[۲۰]
جامع	Comprehensive[۲۱]

عربی کی قدیم مفرد اصطلاحات فقرہ، جامع کو لسانیاتی اصطلاحات کے طور پر استعمال کیا گیا تو معنی میں تبدیلی آئی لیکن ان کی ترکیبی شکل برقرار رہی ہے۔ لسانیاتی اصطلاح میں فقرہ سے مراد جملے کا وہ حصہ ہے جس میں فاعل اور مسند شامل ہو۔ جب کہ جامع سے مراد وہ اصطلاح ہے جو اپنے اندر مراد یا صفات کے مجموعے کو سموئے ہوئے ہو۔ کشاف اصطلاحاتِ لسانیات میں عربی کی مفرد اصطلاحات قدیم صورت میں ملتی ہیں۔

۶۔ عربی زبان سے آریائی طریقۂ ترکیب کے مطابق اصطلاحات وضع کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس امر کا خیال رکھا جائے کہ صرف اسی قدر عربی زبان سے کام لیا جائے جس سے اردو کی آریائی فطرت تباہ نہ ہو۔ مثلاً:

Nation[۲۲]	قوم
Type[۲۳]	نوع

آریائی فطرت کی بدولت ہمیں یہ آسانی میسر ہے کہ ہم ایک لفظ سے بہت سے دوسرے الفاظ بنا سکتے ہیں۔ کشاف اصطلاحات لسانیات میں عربی سے مفرد الفاظ لے کر آریائی طریقہ ترکیب ک مطابق مرکب الفاظ بنائے گئے ہیں۔ قوم سے بہت سے دیگر الفاظ قومی (National)، قومی لہجہ (National accent)، قومیت (Nationality)[۲۴] وغیرہ اس سے بنائے گئے ہیں۔ جب کہ نوع سے نوعی (Typological)، نوعی درجہ بندی (Typological classification)، نوعیات (Typology)[۲۵] وغیرہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس طرح یہ کشاف اس اصول پر پورا اترتی ہے۔

۷۔ انگریزی مفرد اصطلاحات کا لفظی ترجمہ ہی کافی تصور کیا جائے گا۔ بشرطیکہ وہ اصطلاحی معنی کو بیان کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔ ذیل کی سطور میں امثال کی مدد سے اس اصول کی وضاحت درج ہے:

Axis[۲۶]	محور
Antithesis[۲۷]	تضاد
Screen[۲۸]	پردہ
Stem[۲۹]	ساق
Friction[۳۰]	صفیر
Idiom[۳۱]	محاورہ

ان اصطلاحات سے معنی کی مکمل وضاحت ہوتی ہے۔ مثلاً friction کے عمومی معنی رگڑ کے ہیں۔ اس کے اصطلاحی معنی صفیر مراد لیے گئے ہیں۔ یعنی رگڑ سے پیدا ہونے والی آواز۔ وہ آواز جو ہوا کے اعضائے نطق کے درمیان سے

گزرتے وقت رگڑ سے پیدا ہونے والی آواز۔ یہ اصطلاح قریب المفہوم ہے۔ اس لیے اس کے لفظی ترجمہ سے ہی اس کے اصطلاحی معنی کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

اسی طرح لفظ idiom کا لفظی ترجمہ محاورہ اس کے مکمل اصطلاحی معنی کو بیان کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ محاورے سے مراد دو یا دو سے زائد الفاظ کا مجموعہ جو مجازی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

۸۔ انگریزی، جرمنی، یورپ، افریقہ کی دیگر زبانوں کے وہ الفاظ جو رائج ہو گئے ہیں اور عوام کی زبان پر رواں ہیں انھیں بدستور باقی رکھا جائے۔ حیوانات، نباتات سائنسی اشیا وغیرہ کے نام قائم رکھے جائیں۔ وہ اشیا جو دریافت کنندوں یا موجدوں کے نام سے ماخوذ ہیں انھیں نہ بدلا جائے۔ چوں کہ یہ کشاف لسانیاتی اصطلاحات پر مشتمل ہے اس لیے حیوانات، نباتات وغیرہ سے متعلق اصطلاحات اس میں شامل نہیں ہیں۔ البتہ دریافت کنندوں کے نام سے ماخوذ بعض چیزوں کے نام اس میں ملتے ہیں۔ ذیل میں امثال درج ہیں:

Christian plastenian Aramic [۳۲]	عیسائی فلسطینی آرامی
Meinhof's law [۳۳]	میں ہوف قانون
King James English [۳۴]	شاہ جیمز کی انگریزی

Christian plastenian Aramic سے مراد وہ بولی ہے جو پانچویں، چھٹی عیسویں میں انجیل کے بعض حصوں میں اور یونانی سے ترجموں میں استعمال ہوئی تھی۔ Mein hof's law سے مراد وہ صوتیاتی قانون ہے، جو بنتو گروہ کی زبانوں میں انفیائی مصمتوں کے ادغام سے متعلق ہے۔ King James English سے مراد وہ زبان ہے جو ۱۶۱۱ میں چھپنے والی انجیل کے لیے استعمال کی گئی تھی۔ یہ اصطلاحات انگریزی سے اردو میں منتقل کرتے ہوئے اسی طرح اپنا لی گئی ہیں، جس سے مذکورہ بالا معنی واضح ہوتے ہیں۔

۹۔ مولوی وحید الدین سلیم کے مطابق انگریزی کی وہ مشترک اصطلاحیں جو مختلف علوم میں مختلف معنوں میں استعمال ہوتی ہیں انھیں اردو میں منتقل کرتے وقت اس امر کا دھیان رکھا جائے کہ ہر اصطلاحی معنی کے لیے الگ لفظ تجویز کیا جائے۔ مثال ملاحظہ کیجیے:

Fracture[۳۵]	شکستگی

Fracture کی اصطلاح جب طب میں استعمال ہوتی ہے تو اس سے مراد ہڈی کا ٹوٹنا یا تڑخنا ہے۔ لیکن جب لفظ Fracture کو لسانیاتی اصطلاح کے طور پر ترجمہ کیا جائے تو اس سے مراد شکستگی یعنی سادہ مصوتے کا قریبی صوت یا اصوات کے زیرِ اثر دو مصوتے بن جانے کے لیے گئے۔ زیرِ تحقیق کشاف اس اصول پر پورا اترتی ہے۔

۱۰۔ انگریزی زبان کی مفرد اصطلاحات کو اردو میں منتقل کرتے ہوئے کوشش کی جائے کہ مفرد اصطلاحات کے لیے اردو میں کوئی مفرد اصطلاح ہی وضع کی جائے۔ لیکن اگر انگریزی کی مفرد اصطلاح کے لیے اردو میں کوئی اصطلاح نہ ملے تو پھر مرکب اصطلاح بنا لینی چاہیے۔

Back[۳۶]	عقب / رجعی
Bass[۳۷]	کھرج
Tactics[۳۸]	صرف نحوی ترتیبات
Foot[۳۹]	رکن بحر

درج بالا امثال میں پہلی دو اصطلاحات کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے یہاں انگریزی کی مفرد اصطلاحات کے لیے اردو میں بھی مفرد اصطلاحات ہی وضع کی گئی ہیں۔ جب کہ آخری دو اصطلاحات میں انگریزی کی مفرد اصطلاحات کو اردو میں منتقل کرتے ہوئے مرکب اصطلاحات بنائی گئیں۔

درج بالا تمام اصولوں کے مطابق کشاف اصطلاحاتِ لسانیات کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا تو کشاف ان اصولوں کے مطابق قرار پائی ہے۔ امثال کے ساتھ تمام اصولوں کو بیان کیا گیا ہے۔ کشاف اصطلاحاتِ لسانیات میں وضع کردہ اصطلاحات لسانیاتی اصطلاحات کے مفہوم کی وضاحت کے علاوہ ان کی تشریح میں بھی معاون ہیں۔

مفرد اصطلاحات:

مفرد اصطلاحات کے ضمن میں فعلی اصطلاحات کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ فعلی اصطلاحات بنانے کے لیے عموماً اردو میں "نا" کا "انا" لاحقہ استعمال کیا جاتا ہے۔ دو الفاظ کو ملا کر یک جان اور مختصر کرنے سے ان کے ایک ذات ہونے کی دلالت ہوے ی ہے۔ اگر انگریزی مصدر کے مقابل اردو کا نیا مصدر بنانا مقصود ہو تو اس سے پہلے اس مصدر کے مادہ کا ترجمہ کیا جائے اور پھر اس کے آگے اردو مصادر کی علامت لگا دی جائے۔ کشاف کے تجزیاتی مطالعے سے یہ واضح ہوا کہ فعلی اصطلاحات بنانے کے لیے اس طریقے پر عمل کیا گیا ہے۔ مثالیں دیکھیے:

Urdunization[۴۰]	اردوانا اردو سے اردوانا
Softening[۴۱]	حنکیانا
Prefixation[۴۲]	سابقیانہ
Nominalization[۴۳]	اسمیانا

باب کے ابتدائی حصے میں مولوی وحید الدین سلیم کے پیش کردہ مفرد اصطلاحات وضع کرنے کے اصولوں کے مطابق کشاف اصطلاحاتِ لسانیات کا جائزہ لیا گیا۔ اب کشاف کا مرکب اصطلاحات وضع کرنے کے اصولوں کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جائے گا۔

مرکب اصطلاحات:

مولوی وحید الدین سلیم نے مرکب اصطلاحات اور مرکب الفاظ کو ایک ہی شے قرار دیتے ہوئے مرکب الفاظ بنانے کے سات طریقے بیان کیے ہیں۔ جس میں "ہندی لفظوں کے ہندی لفظوں ہی سے ملاپ سے بننے والے مرکبات، فارسی الفاظ کا ملاپ فارسی الفاظ سے ہونے کے نتیجے میں بننے والے مرکبات، عربی الفاظ اعربی الفاظ ے مل کر مرکبات میں بدلنا، ہندی اور فارسی لفظوں کے ملاپ سے بننے والے مرکبات، فارسی اور عربی لفظوں کے ملاپ سے بننے والے مرکبات، ترکی اور انگریزی لفظوں کے ملاپ سے تشکیل پانے والے مرکبات کو بیان کرتے ہیں۔

درج ذیل سطور میں کشاف اصطلاحاتِ لسانیات کا جائزہ لیتے ہوئے یہ واضح کیا گیا ہے کہ ان طریقوں میں سے وہ کون سے طریقے ہیں جن کے مطابق کشاف میں مرکب اصطلاحات پائی جاتی ہیں۔

۱۔ ہندی لفظوں کا ملاپ ہندی لفظوں کے ساتھ:

کشاف اصطلاحاتِ لسانیات میں ایسی مرکب اصطلاحات موجود ہیں جو ہندی الفاظ کے ہندی الفاظ سے ملاپ کے نتیجے میں تشکیل پاتی ہیں۔ مثالیں دیکھیے:

Tonometer[۴۴]	تان پیا
Taki-taki[۴۵]	ٹکی ٹکی

درج بالا امثال میں مرکب اصطلاح تان پیا کے دونوں جز "تان" اور "پیا" سنسکرت زبان کے الفاظ ہیں۔ اصطلاح ٹکی- ٹکی میں بھی دونوں جز سنسکرت زبان سے لیے گئے ہیں۔

۲۔ فارسی لفظوں کا فارسی لفظوں کے ساتھ ملاپ:

کشاف اصطلاحاتِ لسانیات میں مرکب اصطلاحات کے ذیل میں بہت سی ایسی مرکب اصطلاحات ہیں جن کے دونوں جز فارسی الفاظ پر مشتمل ہیں۔

مثالیں ملاحظہ کیجیے:

Tachlogia[۴۶]	زود گوئی
Living language[۴۷]	زندہ زبان
Tachygrapher[۴۸]	زودنویس
Language agglunating[۴۹]	چسپیدہ زبان
Language official[۵۰]	سرکاری زبان

ان تمام امثال میں دی گئی اصطلاحات کے تمام اجزا الگ الگ فارسی زبان سے تعلق رکھتے ہیں۔ یوں ہم کہ سکتے ہیں کہ یہ مرکب اصطلاحات فارسی الفاظ کے فارسی زبان ہی کے الفاظ کے ساتھ ملاپ کے نتیجے میں ہی ترتیب پائی ہیں۔

۳۔ عربی الفاظ کا عربی الفاظ کے ساتھ ملاپ:

کشاف اصطلاحاتِ لسانیات میں بیش تر مفرد اور مرکب اصطلاحات عربی سے وضع کی گئی ہیں۔ ذیل میں عربی الفاظ کے عربی الفاظ کے ساتھ ملنے کی صورت میں بننے والی مرکب اصطلاحات کی امثال درج کی گئی ہیں:

. Linguistician[۵۱]	ماہرِ لسانیات
Technical term[۵۲]	فنی اصطلاح
Kinship terms[۵۳]	قرابتی اصطلاحات
Linguistics eveolutionary[۵۴]	ارتقائی لسانیات
Linguistics comparative[۵۵]	تقابلی لسانیات

ان تمام اصطلاحات کے دونوں جز عربی الفاظ ہی پر مشتمل ہیں۔

۴۔ ہندی لفظوں کا فارسی لفظوں کے ساتھ ملاپ:

مرکب اصطلاحات وضع کرنے کے لیے ضروری نہیں ہے کہ اصطلاح کے تمام جز ایک ہی زبان کے الفاظ پر مبنی ہوں۔ ہندی لفظوں کے فارسی لفظوں کے ساتھ مل کر بننے والی مرکب اصطلاحات کی امثال ذیل میں دی گئی ہیں:

Predicate complete[۵۶]	خبر تام
Tone language [۵۷]	تان زبان

اصطلاح خبر تام میں "خبر" فارسی زبان کا لفظ ہے جب کہ "تام" سنسکرت زبان کا لفظ ہے اور ان دونوں کے ملنے کے نتیجے میں ایک اصطلاح وجود میں آگئی۔ تان زبان میں لفظ "تان" سنسکرت جب کہ لفظ "زبان" فارسی سے لیا گیا ہے۔ ان دونوں کے ملنے سے نئی اصطلاح وجود میں آگئی۔

۵۔ ہندی لفظوں کا ملاپ عربی لفظوں کے ساتھ:

چوں کہ ہندی اور عربی دونوں ہی زبانیں عنصری جز کے طور پر شامل ہیں اس لیے ان کے الفاظ آپس میں ملا کر اصطلاحات بنانے میں کوئی خرج نہیں ہے۔ کشاف اصطلاحاتِ لسانیات میں ہندی اور عربی زبان کے الفاظ کے ملاپ سے بننے والی اصطلاحات موجود ہیں۔ ذیل میں اس کی امثال دی گئی ہیں:

Respirometer[۵۸]	تنفس پیا

تنفس پیا میں لفظ "تنفس" عربی جب کہ "پیا" ہندی کا ہے۔

۶۔ فارسی لفظوں کا ملاپ عربی لفظوں کے ساتھ:

فارسی اور عربی لفظوں کے ملاپ سے بننے والی مرکب اصطلاحات کشاف اصطلاحاتِ لسانیات میں موجود ہیں۔ ذیل کی سطور میں چند مثالیں درج کی گئی ہیں:

Linguistic meaning[۵۹]	لسانیاتی معنی
Living grammar[۶۰]	زندہ قواعد
Stress low[۶۱]	پست ارتکاز
Involution[۶۲]	ژولیدہ بیانی
Respiroscope[۶۳]	تنفس نما

درج بالا امثال میں لسانیاتی معنی میں اصطلاح کا پہلا جز یعنی "لسانیاتی" عربی اور دوسرا جز "معنی" فارسی سے لیا گیا ہے۔

اصطلاح زندہ قواعد میں لفظ "زندہ" فارسی اور لفظ "قواعد" عربی کا ہے۔

اصطلاح پست ارتکاز میں "پست" فارسی سے جب کہ لفظ "ارتکاز" عربی زبان سے لیا گیا ہے۔

ژولیدہ بیانی میں لفظ "ژولیدہ" فارسی زبان کا ہے اور لفظ "بیانی" عربی سے لیا گیا ہے۔

اصطلاح تنفس نما میں پہلا جز "تنفس" عربی سے اور "نما" فارسی سے اخذ کیا گیا ہے۔

۷۔ ترکی اور انگریزی زبان کے لفظوں کا ملاپ دیگر زبانوں کے ساتھ:

انگریزی زبان کے الفاظ کا دیگر زبانوں کے ساتھ مل کر مرکب اصطلاحات میں تبدیل ہونا ممکن ہے۔ ذیل میں مثالیں دی گئی ہیں:

Talking machine[۶۴]	ناطق مشین

اس اصطلاح میں لفظ "ناطق" عربی زبان کا ہے اور "مشین" انگریزی زبان کا لفظ ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرکب اصطلاحات بنانے کے لیے دیگر زبانوں کا ملاپ کیا جا سکتا ہے۔

مرکب الفاظ و اصطلاحات وضع کرنے کے جو اصول مولوی وحید الدین سلیم نے بیان کیے وہ باب دوم میں تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ ان میں سے بعض اصولوں کا اطلاق کشاف اصطلاحاتِ لسانیات پر کیا جا سکتا ہے۔ ذیل میں ان اصولوں کے ساتھ امثال درج کی گئی ہیں۔

۱۔ بعض مرکب اصطلاحات ایسی ہوتی ہیں جن کے پہلے جزو کا آخری اور آخری جزو کا پہلا حرف ایک ہوتا ہے۔ اس صورت میں ایک کو حذف کر دینا ٹھیک ہے تاکہ مرکب مختصر ہو جائے۔ کشاف میں ایسی مرکب اصطلاحات موجود ہیں لیکن ان میں ایک جیسے حرف کو حذف نہیں کیا گیا۔ ذیل میں امثال ملاحظہ کیجیے:

Lene[۶۵]	نیم کشم مصمتہ
Expansion of meaning[۶۶]	تعمیم معنی
Hard palate[۶۷]	سخت تالو
Junggrammatiker[۶۸]	آفاق قواعدی

۲۔ مرکب کے پہلے جز کا آخری حرف اور دوسرے جز کا پہلا حرف قریب المخرج ہو تو ان میں سے ایک کو حذف کر دینا چاہیے۔ ذیل میں کشاف اصطلاحاتِ لسانیات سے لی گئی چند مثالیں درج ہیں۔ لیکن ان مثالوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس اصول پر عمل نہیں کیا گیا:

Metaplasm[۶۹]	تقلیب پیکری

Linear writing[۷۰]	مخطط تحریر

(ب،پ)،(ط،ت) قریب المخرج ہیں لیکن ایک کو بھی خذف نہیں کیا گیا۔

۳۔ مرکب اگر کسی ایسے لفظ سے شروع ہو جس کے درمیان میں حرفِ علت ساکن ہو تو حرفِ علت کے بعد جو بھی حروف ہوں انھیں خذف کر دیں۔ اس طرح ابتدائی جز مختصر ہو جائے گا اور اس جز کا ملاپ دوسرے جز سے ہو گا۔ وہ نئے سابقے کی شکل اختیار کرے گا۔

مثلاً: خردبین سے خرد

عضلہ سے عضل

خرد سے بننے والے مرکبات درج ذیل ہیں:

Micron[۷۱]	خردنقطہ
Micro linguistics[۷۲]	خردلسانیات
Micro segment[۷۳]	خردقطعہ

عضل سے بننے والے مرکبات ملاحظہ کیجیے:

Muscle[۷۴]	عضلات
Musalas[۷۵]	عضلاتی
Musalas diaphrum[۷۶]	عضلاتی حجاب
Musalas power[۷۷]	عضلاتی توانائی
Musalas sense[۷۸]	عضلاتی حس

۴۔ اگر مرکب کے کسی جزو کے آخر میں ہائے مختفی ہو تو اسے خذف کر دیا جائے۔ ذیل کی ایک مثال دیکھیے:

Metaphor mixed[۷۹]	استعارہ مرکب

اس اصول کے مطابق اس ترکیب کو "استعار مرکب" ہونا چاہیے لیکن چوں کہ یہاں استعارہ کا "ہ" خذف نہیں کیا گیا اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ اس مثال میں اس اصول سے واضح انحراف موجود ہے۔

Molar line[80]	طاخنہ قطار
Interjectional theory[81]	فجائیہ نقرہ

ان دونوں امثال میں الفاظ کے آخر میں ہائے مختفی خذف نہیں کیے گئے یعنی یہ درج بالا اصول سے مطابقت نہیں رکھتی۔ بعض اصول ایسے ہیں جن سے متعلقہ اصطلاحات کشاف میں موجود نہیں ہیں۔

تاہم کشاف اصطلاحاتِ لسانیات مولوی وحید الدین سلیم کے وضع کردہ اصولِ اصطلاحات سازی سے قریب تر ہیں۔

ڈاکٹر عطش درانی کے اصولِ اصطلاحات سازی کی روشنی میں کشاف اصطلاحاتِ لسانیات کا تجزیاتی مطالعہ:

باب کے پہلے حصے میں مولوی وحید الدین سلیم کے وضع کردہ اصولِ اصطلاحات سازی کے مطابق کشاف اصطلاحاتِ لسانیات کا جائزہ لیا گیا۔ تاہم اب مذکورہ کشاف کو ڈاکٹر عطش درانی کے وضع کردہ ان اصولوں کے مطابق پرکھا جائے گا جو باب دوم میں بیان کیے گئے ہیں۔

ا۔ اصطلاحات کو منظم، واضح، درست، منضبط، مختصر اور اپنے علم کا نمائندہ ہونا چاہیے۔ تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔ جیسے کہ:

Critic[82]	نقاد
Centre[83]	مرکز
Phonetics[84]	صوتیات
Mark[85]	امتیازی نشان

کشاف اصطلاحاتِ لسانیات کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مرتب نے بعض نئی اصطلاحات بھی وضع کی ہیں تاکہ مختلف معانی میں فرق کیا جاسکے۔ اصطلاحات واضح اور اپنے علم کی نمائندہ ہیں۔

۲۔ کوشش کی جائے اصطلاح کے لیے معین لفظ ہی استعمال کیا جائے اور حتی الامکان ایک ہی معنٰی میں لیا جائے تا کہ کسی قسم کا ابہام پیدا نہ ہو اور مفہوم آسانی سے سمجھ آسکے۔

کشاف اصطلاحاتِ لسانیات از الٰہی بخش اختر اعوان میں چند اصطلاحات کو دو معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ ذیل میں درج کی گئی مثال دیکھیے:

Theme[٨٦]	ساق
Stem[٨٧]	ساق

اصطلاح "ساق" کو theme اور stem دونوں معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کشاف میں اس اصول سے انحراف کیا گیا ہے۔
اسی طرح کی ایک اور مثال ملاحظہ کیجیے:

Vocable[٨٨]	صوتیہ
Vocodor[٨٩]	صوتیہ

ایسی چند مثالیں کشاف میں موجود ہیں لیکن بیشتر اصطلاحات کو ایک ہی معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔

۳۔ جو لفظ اصطلاحی مفہوم میں استعمال کیا جائے وہ قواعدِ علم الاصطلاح کی رو سے درست ہو۔ جیسے ذیل میں دی گئی اصطلاحات دیکھیے:

Phoneme[٩٠]	نطقہ
Phonemics[٩١]	نطقیات
Phonetic[٩٢]	صوتیاتی

کوشش کی گئی ہے کہ اصطلاحیں معنی سے قریب تر ہوں۔ فونیم کے لیے نطقیہ کا لفظ استعمال کیا اور اسی سے فونیمکس کے لیے نطقیات کی اصطلاح وضع کی گئی ہے۔ ایسا اس لیے کیا گیا ہے کیوں کہ فونیٹکس کی اصطلاح فونیمکس کے لیے استعمال نہیں ہو سکتی۔

۴۔ وہ اصطلاحات جن کا سیدھا سادا ترجمہ کیا جا سکتا ہے انھیں اسی طرح سے ترجمہ کر لیا جائے۔ بعض اصطلاحات جو خاص موجد، دریافت کنندہ کے نام، مقام یا حوالے کے ساتھ وضع کی گئی ہیں انھیں بعینہ لے لینے میں حرج نہیں ہے۔ ذیل کی امثال دیکھیے:

Whisper[۹۳]	سرگوشی
Word[۹۴]	لفظ
Verse[۹۵]	شعر
T. Chinese[۹۶]	تبتی چینی

زیرِ مطالعہ کشاف اس اصول پر پورا اترتی ہے۔

۵۔ اصطلاحی ترجمے میں اس امر کا خاص خیال رکھا جائے کہ روزمرہ زبان یا لفظی ترجمہ یہاں کام نہیں دیتا۔ اصطلاحات کا عوام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کے خود بخود بننے اور چلن پانے کا رواج نہیں ہے۔

Stem[۹۷]	ساق
Import[۹۸]	مفہوم

عموماً Stem کو تنے کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے اور import کے معنی درآمد کے ہیں۔ لیکن اصطلاحی ترجمے کے بعد اس کے معنی بدل گئے ہیں۔ انھیں خاص معنوں میں ڈھال دیا گیا ہے۔

۶۔ سابقوں اور لاحقوں کی مدد سے بننے والی اصطلاحات میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ ترجمہ کرنے کے بعد یہ اصطلاحیں مفہوم سے قریب تر رہیں۔ اطلاقی علوم خصوصاً طب میں یہ مسئلہ خاصی اہمیت کا حامل ہے۔
کشاف اصطلاحاتِ لسانیات میں clinical linguistics کی اصطلاحات موجود ہیں۔ درج بالا اصول کے ذیل میں انھی اصطلاحات کا تجزیہ پیش کیا جائے گا۔

Abdominal Breathing[۹۹]	شکمی نفس
Abdominal Cavity[۱۰۰]	شکمی جوف
Abdominal Arota[۱۰۱]	شکمی نیط
Accessary Nerve[۱۰۲]	ملحقہ رگ
Adnexa Oculi[۱۰۳]	ملحقات چشم
Accessary Gland[۱۰۴]	ملحقہ غدود
Active Chamber[۱۰۵]	حرکی جوف
Anasthesia[۱۰۶]	بے حسی

یہ اصطلاحات مفہوم سے قریب تر ہیں اس لیے انھیں سمجھنے میں دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

ڈاکٹر عطش درانی نے اصطلاحات سازی کے اصول بیان کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا ہے کہ اصطلاح سازی کسی عام شخص کا کام نہیں ہے۔ یہ متعلقہ مضمون کے ماہرین کا کام ہے اس لیے یہ کام انھی کے سپرد کیا جائے تو مؤثر طریقے سے سر انجام پا سکتا ہے۔ ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان نے لسانیات کے موضوع پر وسیع مطالعہ کیا اور اس کے بعد یہ کشاف مرتب کی اس میں اصطلاحات کو انگریزی سے اردو متبادلات کی صورت میں پیش کیا گیا اور ساتھ مفہوم کی وضاحت بھی کی گئی تا کہ کسی قسم کا ابہام معنی میں نہ پایا جائے۔ اصطلاحات وضع کرنے کے عمل میں دیگر زبانوں سے لیے گئے۔ وہ اصطلاحات جو مبہم تھی ان کے لیے نئی اصطلاحات وضع کی گئی ہیں۔ اصطلاحات وضع کرنے کے عمل میں دیگر زبانوں سے بھی الفاظ لیے گئے ہیں۔ اردو زبان میں دوسری زبانوں کے الفاظ کو اپنے اندر سمونے کی خاصیت موجود ہے لہٰذا انگریزی، فارسی، عربی، سنسکرت وغیرہ کے الفاظ بھی اصطلاح سازی کے عمل میں استعمال کیے گئے ہیں۔ وہ قدیم اصطلاحات جو مبہم تھیں ان کی جگہ نئی اصطلاحات وضع کی گئی ہیں۔ کشاف کے تجزیاتی مطالعے کے بعد اس بات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ کشاف اصطلاحات لسانیات میں بیش تر اصول مدنظر رکھے گئے ہیں اور اسے حتی الامکان اصولوں کے مطابق مرتب کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ الٰہی بخش اختر اعوان،کشاف اصطلاحاتِ لسانیات،(اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان،۱۹۹۵)،ص ۷۔

۲۔ ایضاً،ص ۱۱۸۔

۳۔ ایضاً،ص ۷۔

۴۔ ایضاً،ص ۲۱۲۔

۵۔ ایضاً،ص ۲۵۱۔

۶۔ ایضاً،ص ۳۷۸۔

۷۔ ایضاً،ص ۱۶۲۔

۸۔ ایضاً،ص ۱۶۳۔

۹۔ ایضاً،ص ۲۹۳۔

۱۰۔ ایضاً،ص ۲۲۳۔

۱۱۔ ایضاً،ص ۲۲۴۔

۱۲۔ ایضاً،ص ۱۴۹۔

۱۳۔ ایضاً۔

۱۴۔ ایضاً،ص ۲۰۱۔

۱۵۔ ایضاً،ص ۲۵۱۔

۱۶۔ ایضاً،ص ۴۰۸۔

۱۷۔ ایضاً،ص ۷۸۔

۱۸۔ ایضاً،ص ۳۷۔

۱۹۔ ایضاً۔

۲۰۔ ایضاً،ص ۱۱۰۔

۲۱۔ ایضاً،ص ۱۲۶۔

۲۲۔ ایضاً،ص ۳۳۰۔

۲۳۔ ایضاً،ص ۴۷۰۔

۲۴۔ ایضاً،ص ۷۲۔

۲۵۔ ایضاً،ص ۴۹۔

۲۶۔ ایضاً،ص ۷۲۔

۲۷۔ ایضاً، ص۴۹۔

۲۸۔ ایضاً، ص۴۱۳۔

۲۹۔ ایضاً، ص۴۳۳۔

۳۰۔ ایضاً، ص۲۱۴۔

۳۱۔ ایضاً، ص۲۴۴۔

۳۲۔ ایضاً، ص۱۰۷۔

۳۳۔ ایضاً، ص۱۴۱۔

۳۴۔ ایضاً، ص۲۷۰۔

۳۵۔ ایضاً، ص۲۱۱۔

۳۶۔ ایضاً، ص۷۴۔

۳۷۔ ایضاً، ص۷۹۔

۳۸۔ ایضاً، ص۴۵۱۔

۳۹۔ ایضاً، ص۲۰۹۔

۴۰۔ ایضاً، ص۴۷۶۔

۴۱۔ ایضاً، ص۴۲۸۔

۴۲۔ ایضاً، ص۳۸۰۔

۴۳۔ ایضاً، ص۳۳۶۔

۴۴۔ ایضاً، ص۴۶۳۔

۴۵۔ ایضاً، ص۴۵۲۔

۴۶۔ ایضاً، ص۴۵۱۔

۴۷۔ ایضاً، ص۲۹۳۔

۴۸۔ ایضاً، ص۴۵۱۔

۴۹۔ ایضاً، ص۲۷۷۔

۵۰۔ ایضاً، ص۲۷۹۔

۵۱۔ ایضاً، ص۲۹۱۔

۵۲۔ ایضاً، ص۴۵۴۔

۵۳۔ ایضاً، ص۲۷۱۔

۵۴۔ ایضاً، ص۲۹۱۔

۵۵۔ ایضاً۔

۵۶۔ ایضاً، ص۳۷۹۔

۵۷۔ ایضاً، ص۲۸۲۔

۵۸۔ ایضاً، ص۴۰۳۔

۵۹۔ ایضاً، ص۲۹۰۔

۶۰۔ ایضاً، ص۲۹۳۔

۶۱۔ ایضاً، ص۴۳۵۔

۶۲۔ ایضاً، ص۲۵۹۔

۶۳۔ ایضاً، ص۴۰۳۔

۶۴۔ ایضاً، ص۴۵۲۔

۶۵۔ ایضاً، ص۲۸۴۔

۶۶۔ ایضاً، ص۱۹۸۔

۶۷۔ ایضاً، ص۲۳۲۔

۶۸۔ ایضاً، ص۲۶۴۔

۶۹۔ ایضاً، ص۳۰۹۔

۷۰۔ ایضاً، ص۲۸۸۔

۷۱۔ ایضاً، ص۳۱۰۔

۷۲۔ ایضاً۔

۷۳۔ ایضاً۔

۷۴۔ ایضاً، ص۳۲۶۔

۷۵۔ ایضاً۔

۷۶۔ ایضاً۔

۷۷۔ ایضاً۔

۷۸۔ ایضاً۔

۷۹۔ ایضاً۔

۸۰۔ ایضاً۔

۸۱۔ ایضاً، ص۳۰۸۔

۸۲۔ ایضاً، ص۳۱۴۔

۸۳۔ ایضاً، ص۲۵۶۔

۸۴۔ ایضاً، ص۱۵۳۔

۸۵۔ ایضاً، ص۱۰۳۔

۸۶۔ ایضاً، ص۳۷۰۔

۸۷۔ ایضاً، ص۳۰۲۔

۸۸۔ ایضاً، ص۴۵۸۔

۸۹۔ ایضاً، ص۴۳۰۔

۹۰۔ ایضاً، ص۴۸۵۔

۹۱۔ ایضاً، ص۴۸۶۔

۹۲۔ ایضاً، ص۳۶۹۔

۹۳۔ ایضاً۔

۹۴۔ ایضاً۔

۹۵۔ ایضاً، ص۴۹۳۔

۹۶۔ ایضاً۔

۹۷۔ ایضاً، ص۴۸۴۔

۹۸۔ ایضاً، ص۴۶۰۔

۹۹۔ ایضاً، ص۴۳۳۔

۱۰۰۔ ایضاً، ص۲۴۷۔

۱۰۱۔ ایضاً، ص۹۔

۱۰۲۔ ایضاً۔

۱۰۳۔ ایضاً۔

۱۰۴۔ ایضاً، ص۱۷۔

۱۰۵۔ ایضاً، ص۲۵۔

۱۰۶۔ ایضاً، ص۱۷۔

۱۰۷۔ ایضاً، ص۲۱۔

۱۰۸۔ ایضاً، ص۴۲۔

باب چہارم:

وضع اصطلاحات اور فرہنگ اصطلاحاتِ لسانیات (انگریزی-اردو) تحقیق و تجزیہ

باب چہارم:

وضع اصطلاحات اور فرہنگ اصطلاحات لسانیات (انگریزی- اردو): تحقیق و تجزیہ

باب سوم میں مولوی وحید الدین سلیم اور ڈاکٹر عطش درانی کے اصول اصطلاحات سازی کی روشنی میں "کشاف اصطلاحاتِ لسانیات" از ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا۔ باب چہارم میں انھی اصولوں کا اطلاق "فرہنگِ اصطلاحاتِ لسانیات" از پروفیسر عامر علی خان پر کیا جائے گا۔

باب کے ابتدائی حصے میں مولوی وحید الدین سلیم کے پیش کردہ اصولوں کے مطابق مذکورہ فرہنگ کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے گا۔ مفرد اصطلاحات کے اصولوں کے ذیل میں امثال پیش کی جا رہی ہیں، جس سے یہ معلوم کرنے میں آسانی ہوگی کہ یہ فرہنگ اصولِ وضع اصطلاحات کے معیار پر کس قدر پورا اترتی ہے۔

مفرد اصطلاحات وضع کرنے کے اصولوں کی روشنی میں فرہنگِ اصطلاحاتِ لسانیات کا جائزہ:

اصطلاحات وضع کرتے وقت یہ ضروری نہیں ہے کہ تمام اصطلاحات اپنی زبان سے ہی مل جائیں۔ اس سلسلے میں دیگر زبانوں کے الفاظ سے مدد لینی پڑتی ہے۔ وہ زبانیں جو قدرتی عنصر کے طور پر ہماری زبان میں شامل ہیں۔ اصطلاحت وضع کرنے کے عمل میں ان زبانوں کے الفاظ اصطلاحات لے لیے لے سکتے ہیں۔ اس اصول کے مطابق "فرہنگِ اصطلاحاتِ لسانیات" کے تحقیقی جائزے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اس فرہنگ میں اصطلاحات وضع کرتے ہوئے ہندی، عربی، فارسی زبان سے الفاظ لیے گئے ہیں۔ چند مثالیں ذیل میں درج ہیں:

Phonic[1]	صوتی (عربی)
Perriod[2]	ختمہ (عربی)
Pause[3]	وقفہ (عربی)

Urdu[4]	اردو(ترکی)
Slant[5]	ترچھا(سنسکرت)
Tip[6]	نوک(فارسی)

درج بالا اصطلاحات میں سے صوتی، ختمہ، وقفہ عربی زبان سے، اردو ترکی سے، ترچھا سنسکرت جب کہ نوک فارسی سے لیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصطلاحیں مرتب کرنے کے دوران اردو کی عنصری زبانوں کے الفاظ بھی لیے گئے ہیں۔

۲۔ اصطلاح کے لیے جو بھی لفظ استعمال کیا جائے اس میں اصطلاحی معنی کی جھلک کا پایا جانا ضروری ہے۔ اگر اصطلاحی لفظ میں اصطلاحی معنی کا کچھ یا تمام حصہ موجود نہ ہو تو پڑھنے والے ابہام کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے مفہوم کا سمجھنا مشکل ہو تا ہے۔ فرہنگِ اصطلاحاتِ لسانیات کی اصطلاحات اس اصول سے مطابقت رکھتی ہیں۔ مثال ملاحظہ کیجیے:

Urbanism[7]	شہریت

لغت میں عمومی طور پر اس لفظ سے مراد شہری مزاج، شہری طرز زندگی، شہر شناسی یا شہری زندگی کے مطالعے کے ہیں۔ لیکن لسانیاتی اصطلاح کے طور پر شہریت یا urbanism کا مفہوم زبان کی وہ خصوصیات ہیں جو شہروں میں بسنے والوں کے لیے مختص ہیں۔ اس اصطلاح میں معنی کا نمایاں حصہ یعنی شہر سے متعلق موجود ہے اس لیے سمجھنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔

۳۔ مفرد اصطلاحات وضع کرتے ہوئے اس امر کو پیشِ نظر رکھا جائے کہ جو مفرد اصطلاحات عربی زبان سے لی جائیں ان کی قدیم صورت قائم رہے کیوں کی اگر عربی کی اصطلاحات سے مرکب اصطلاحات ترتیب دی جائیں تو ان اصطلاحات کی تشکیل پانے والی نئی صورت عربی زبان کے طریقۂ ترکیب سے مختلف ہوتی ہے۔ یعنی ان اصطلاحات کی ترکیبی شکل بدل جاتی ہے۔ فرہنگِ اصطلاحاتِ لسانیات کے تحقیقی جائزے سے یہ واضح ہوا کہ وہ اصطلاحات جو عربی الفاظ سے وضع کی گئی ہیں وہ اپنی قدیم صورت میں ہی استعمال کی جا رہی ہیں:

Parse[8]	صرف
Perfect[9]	تمام
Sign[10]	رمز

Voice[11]	طور
Mid[12]	وسط

۴۔ اردو زبان کی یہ خاصیت ہے کہ یہ آریائی خصوصیات کی حامل زبان ہے، جس کی بدولت یہ سہولت میسر ہے کہ ایک لفظ سے بہت سے دوسرے الفاظ بنائے جاسکتے ہیں۔ عربی زبان چوں کہ اردو میں قدرتی عنصر کے طور پر شامل ہے اس لیے کوشش کی جائے کہ عربی زبان سے بھی آریائی طریقہ ترکیب کے مطابق ہی اصطلاحات وضع کی جائیں اور اس سے صرف اتنا ہی کام لیا جائے جس سے اردو کی آیائی فطرت تباہ نہ ہو۔ جدولوں میں چند مثالیں درج کی گئی ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فرہنگ اصطلاحات لسانیات اس اصول پر پورا اترتی ہے۔

مثلاً لفظ "مقام" دیکھیے:

Locus[13]	مقام
Localism[14]	مقامیت
Local[15]	مقامی

دوسری مثال ملاحظہ کریں:

Formation[16]	تکوین
Formant[17]	تکوینیہ
Formative[18]	تکوینی

ان الفاظ کو اردو اصطلاحات میں آریائی فطرت کے مطابق استعمال کیا گیا ہے۔لفظ 'مقام' سے دیگر الفاظ / اصطلاحات مقامیت اور مقامی وغیرہ ترتیب دیے گئے،جب کہ 'تکوین' سے تکوینی اور تکوینیہ جیسی اصطلاحات وضع پائیں۔ اس طرح سے اردو کی آریائی فطرت متاثر نہیں ہوئی۔

۵۔ اگر کوئی انگریزی اصطلاح انگریزی سے اردو میں ترجمہ کی جائے اور وہ لفظی ترجمہ اصطلاحی معنی کو مکمل طور پر بیان کرنے کا اہل ہو تو پھر اس صورت میں مفرد اصطلاحات کا لفظی ترجمہ ہی کافی تصور کیا جاتا ہے۔ امثال دیکھیے:

Fuzzy[19]	ابہام
Gap[20]	خلا

Gender[21]	جنس
Language[22]	زبان
Flout[23]	تضحیک

ان اصطلاحات کے لفظی ترجمے سے ان کے معنی مکمل طور پر سمجھ آجاتے ہیں۔

۷۔ اردو میں دیگر زبانوں مثلاً انگریزی، جرمنی، یورپ وغیرہ کے جو الفاظ رائج ہوگئے اور عوام میں مقبول ہیں انھیں باقی رکھا جائے۔ حیوانات، نباتات، سائنسی اشیاء کے نام نہ بدلے جائیں۔ چوں کہ یہ فرہنگ لسانیاتی اصطلاحات پر مشتمل ہے اس لیے اس میں نباتات، حیوانات اور سائنسی اشیا سے متعلق اصطلاحات موجود نہیں ہیں اور اس کے ذیل میں کوئی بھی مثال اس فرہنگ میں نہیں ملتی۔

۸۔ وہ اشیاء جو موجدوں یا دریافت کنندوں کے نام سے ماخوذ کی گئی ہیں انھیں تبدیل نہ کیا جائے۔ فرہنگ اصطلاحات لسانیات میں ایسی اصطلاحات موجود ہیں جو موجدوں کے نام پر مشتمل ہیں اور انھیں اسی طرح سے اردو میں منتقل کیا گیا ہے۔ ذیل کی سطور میں چند امثال درج کی گئی ہیں:

Palastincian Judace Aramic[24]	فلسطینی یہودی آرامی
Queen's English[25]	بیگماتی انگریزی
Grim's Law[26]	قانون گرم
Behaghel's Law[27]	بیہیگل قانون
Bartholomae's Law[28]	برتھولومائی قانون

Palastincian Judace Aramic یا فلسطینی یہودی آرامی سے مراد وہ مغربی آرامی بولی جو چوتھی، پانچویں صدی عیسوی میں بولی جاتی تھی۔ اسی طرح Queen's English یا بیگماتی انگریزی سے مراد وہ صحیح اور بامحاورہ انگریزی زبان ہے جو انگلستان میں بولی جاتی تھی۔ Grim's Law یا قانون گرم سے مراد وہ قانون ہے جو گرم برادران (جیک اور ولیم گرم) نے پیش کیا۔ ان بھائیوں نے جرمن لغت بھی لکھی۔ قانون گرم میں وضع کیا گیا کہ وقت کے ساتھ ساتھ الفاظ کیسے بدلتے ہیں اور ان کا لسانیات میں کیا کام ہے۔

ان اصطلاحات میں موجدوں کے نام اسی طرح سے برقرار رکھے گئے ہیں اور انھیں الگ نہیں کیا گیا۔

۸۔ انگریزی کی وہ اصطلاحات جو مختلف علوم میں مختلف معنوں میں استعمال ہوتی ہیں انھیں جب اردو میں ترجمہ کیا جائے تو اس بات کا دھیان رکھا جائے کہ ہر اصطلاحی معنی کے لیے ایک الگ لفظ تجویز کیا جائے تاکہ کسی

قسم کا ابہام پیدا نہ ہو اور معنی مکمل طور پر سمجھ آسکے۔ اس ذیل میں فرہنگ اصطلاحات لسانیات سے منتخب کردہ امثال Fracture اور Supine ہیں۔

Fracture[29]	شکستگی

علم لسانیات کے مطابق اصطلاح Fracture کو جب اردو میں ترجمہ کیا گیا تو اس کے معنی شکستگی یعنی سادہ مصوتے کا قریبی صوت یا اصوات کے زیرِ اثر دو مصوتے بن جانے کے لیے کئے گئے ہیں۔ جب کہ یہی اصطلاح طب میں ہڈی ٹوٹنا یا تڑخنا کے معنی میں استعمال ہوتی ہے۔ دو مختلف علوم میں ایک ہی اصطلاح کے لیے دو مختلف معنی تجویز کیے گئے ہیں۔ زیرِ تحقیق کشاف ان اصولوں پر پورا اترتی ہے۔

دوسری مثال لفظ Supine ہے۔

Supine[30]	حاصلِ مصدر

Supine کے عام معنی الٹا کمر کے بل لیٹا ہوا، بے حرکت، غافل یا کاہل کے ہیں لیکن جب یہ اصطلاح علم لسانیات میں استعمال ہوئی تو اس کا اردو ترجمہ حاصلِ مصدر کیا گیا۔ یعنی اردو میں لسانیاتی اصطلاح کے طور پر اس کے لیے بالکل الگ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

۹۔ انگریزی زبان کی مفرد اصطلاحات جب اردو میں منتقل کی جائیں تو کوشش کی جائے کہ انگریزی مفرد اصطلاح کے لیے اردو میں بھی کوئی مفرد اصطلاح ہی بنائی جائے۔ لیکن اگر ایسا ممکن نہ ہو سکے اور انگریزی کی مفرد اصطلاح کے لیے اردو میں کوئی مفرد اصطلاح نہ ملے تو مرکب اصطلاح ہی بنا لی جائے۔ فرہنگ اصطلاحات لسانیات میں ایسی اصطلاحات موجود ہیں۔

امثال دیکھیے:

Arc[31]	قوس
Verb[32]	فعل
Pun[33]	ابہام
Axis[34]	محور
Foot[35]	رکن بحر
supine[36]	حاصلِ مصدر

Deflection[۳۷]	استقاطِ تصریف
Argot[۳۸]	چور بولی

درج بالا امثال میں سے پہلی چار امثال ایسی ہیں، جن میں مفرد اصطلاح کے لیے اردو میں بھی مفرد اصطلاح ہی وضع کی گئی ہے۔ جب کہ آخری چار امثال میں انگریزی کی مفرد اصطلاح کے لیے اردو میں مرکب اصطلاحات وضع کی گئی ہیں۔

درج بالا تمام اصولوں کے مطابق فرہنگ اصطلاحات لسانیات کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ کیا گیا اور ان کی وضاحت کی گئی ہے۔

فعلی اصطلاحات:

فعلی اصطلاحات کا تعلق مصادر سے ہوتا ہے انھیں مشتق اصطلاحات بھی کہتے ہیں۔ فعلی اصطلاحات بنانے کے لیے اردو میں "نا" اور "انا" کا لاحقہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر انگریزی زبان کے کسی مصدر کے لیے اردو میں کوئی نیا مصدر بنانا ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اس انگریزی مصدر کو اردو میں ترجمہ کر لیا جائے اور پھر اس کے آگے مصدر کی علامت لگا دی جائے۔

فرہنگ اصطلاحات لسانیات میں فعلی اصطلاحات کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ چند مثال درج ذیل ہیں:

Internalize[۳۹]	داخلیانا
Romanization[۴۰]	رومانا
Morphologization[۴۱]	صرفیانا
Pharyngealization[۴۲]	حلقویانا

درج بالا اصطلاحات داخل، روم، صرف، حلق کے آخر میں لاحقہ لگا کر انھیں فعلی اصطلاحات میں تبدیل کیا گیا ہے۔

باب چہارم کے پہلے حصے میں مولوی وحید الدین سلیم کے وضع کردہ اصول اصطلاحات سازی کے مطابق فرہنگ اصطلاحات لسانیات کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا۔ اب فرہنگ کو مرکب اصطلاحات وضع کرنے کے اصولوں کے مطابق جانچا جائے گا۔

مولوی وحید الدین سلیم کے مطابق مرکب الفاظ اور مرکب اصطلاحات ایک ہی چیز ہیں اس کا ذکر ہم باب دوم میں تفصیل سے کر چکے ہیں۔ مرکب اصطلاحات یا مرکب الفاظ بنانے کے سات طریقے بیان کیے گئے ہیں۔ ان طریقوں کے مطابق مختلف زبانوں کے الفاظ آپس میں مل کر مرکب الفاظ کی تشکیل کا موجب بنتے ہیں۔ ہندی لفظوں کے ملنے سے ،فارسی الفاظ کا آپس میں ملاپ، عربی الفاظ کا آپس مین ملنا، ہندی اور فارسی لفظوں کا ملاپ، ہندی اور عربی لفظوں کا ملنا، فارسی اور عربی لفظوں کا ملاپ، ترکی اور انگریزی زبان کے لفظوں کا دیگر زبانوں کے الفاظ سے مل کر مرکبات میں بدل جانا۔ ان طریقوں کے مطابق مرکب اصطلاحات تشکیل پاتی ہیں۔

مرکب اصطلاحات:

اب ذیل میں ہم فرہنگ اصطلاحات لسانیات کا جائزہ لیتے ہوئے دیکھیں گے کہ ان طریقوں میں سے کون سے وہ طریقے ہیں، جن کے مطابق فرہنگ اصطلاحات لسانیات میں مرکب اصطلاحات پائی جاتی ہیں۔

ا۔ ہندی لفظوں کا ملاپ ہندی لفظوں سے:

فرہنگ اصطلاحات لسانیات میں مرکبات کی وسیع فہرست ہے۔ ایسی مرکب اصطلاحات بھی موجود میں جو ہندی لفظوں کے ہندی لفظوں سے ملنے کے نتیجے میں بنی ہیں۔ مثلاً:

ٹکی ٹکی	Taki taki[۴۳]

پچھلے باب میں اس اصول کے ذیل میں یہی مثال دی گئی تھی چوں کہ کشاف اصطلاحات لسانیات اور فرہنگ اصطلاحات لسانیات میں بیش تر اصطلاحات ایک جیسی ہیں۔ اس لیے بعض اصولوں کی امثال میں مماثلت پائی جاسکتی ہے۔

سماجی بولی	Class dialect[۴۴]
تان اکائی	Tone unit[۴۵]

اس کے بھی دونوں جزو ہندی زبان سے لیے گئے ہیں۔

۲۔ فارسی لفظوں کا ملاپ فارسی لفظوں سے:

فرہنگ اصطلاحات لسانیات بہت سی ایسی مرکب اصطلاحات موجود ہیں، جو فارسی لفظوں کے فارسی لفظوں سے ملنے سے بنی ہیں۔ جیسے کہ:

[۴۶]Paraphasia	فتورِ گویائی
[۴۷]Circumflex accent	خمیدہ لہجہ
[۴۸]Language isolate	تنہا زبان

درج بالا اصطلاحات کے دونوں جز فارسی زبان کے الفاظ پر مشتمل ہیں۔

۳۔ عربی لفظوں کا ملاپ عربی لفظوں سے:

فرہنگ اصطلاحات لسانیات میں بیشتر مفرد اور مرکب اصطلاحات ایسی ہیں، جو عربی زبان سے وضع کی گئی ہیں۔ ذیل میں عربی الفاظ کے آپس میں ملاپ سے بننے والی مرکب اصطلاحات کی امثال درج ہیں:

[۴۹]Stem base	ساق اساس
[۵۰]Bare Infinitive	عریاں مصدر
[۵۱]Traditional Grammar	روایتی قواعد
[۵۲]Prothesis	ابتدائی الحاق
[۵۳]Phonotactics	صوت اسلوبیات

ان تمام اصطلاحات کے دونوں جزو عربی زبان کے الفاظ سے وضع کیے گئے ہیں۔

۴۔ ہندی لفظوں کا ملاپ فارسی لفظوں سے:

کسی بھی مرکب اصطلاح کے دونوں جزو کا ایک ہی زبان سے لیا جانا ضروری نہیں ہے۔ ذیل میں چند ایسی مرکب اصطلاحات پیش کی جارہی ہیں، جو ہندی اور فارسی لفظوں کے آپس میں ملاپ کے نتیجے میں تشکیل پائیں:

[۵۴]Tone group	تان گروہ
[۵۵]Tone language	تان زبان

لہر نمونہ	[56]Wave model

درج بالا امثال میں بالترتیب لفظ تان، لہر ہندی جب کہ گروہ، زبان اور نمونہ فارسی زبان سے لیے گئے ہیں۔

۵۔ ہندی لفظوں کا ملاپ عربی لفظوں سے:

اردو زبان میں بہت سی زبانوں کے الفاظ کو قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ ہندی اور عربی زبانیں اردو میں قدرتی عنصر کے طور پر شامل ہیں اس لیے مرکب اصطلاحات وضع کرنے کے لیے دونوں زبانوں کے الفاظ کو آپس میں ملانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہندی اور عربی زبان کے الفاظ ملنے سے بننے والی چند اصطلاحات مثال کے طور پر پیش کی جارہی ہیں:

صوت چھاپ	[57]Voiceprint
فرد بولی	[58]Parole
لسانی کھیل	[59]Language game
عوامی بولی	[60]Patois

ان مثالوں میں صوت چھاپ میں لفظ 'صوت' عربی اور 'چھاپ' (ہندی) سنسکرت زبان کا ہے۔ فرد بولی میں لفظ 'فرد' عربی زبان جب کہ 'بولی' ہندی زبان سے لیا گیا ہے۔ اصطلاح لسانی کھیل میں لفظ 'لسانی' کا تعلق عربی زبان سے جب کہ لفظ 'کھیل' ہندی زبان سے ماخوذ ہے۔ عوامی بولی میں لفظ 'عوامی' عربی زبان کا لفظ ہے اور 'بولی' ہندی زبان کا لفظ ہے۔

۶۔ فارسی لفظوں کا ملاپ عربی لفظوں سے:

فارسی لفظوں کو عربی لفظوں سے ملا کر مرکب اصطلاح وضع کی جاسکتی ہے۔ فرہنگ اصطلاحات لسانیات میں ایسی بہت سی اصطلاحات موجود ہیں۔ مثالیں ملاحظہ کیجیے:

اساسی جز	[61]Base component
فہرست کتب	[62]Bibliography
نحوی آلودہ	[63]Syntactic blend

اصطلاح اساسی جز میں لفظ 'اساسی' عربی زبان سے اور 'جز' فارسی سے لیا گیا ہے۔ فہرست کتب میں لفظ 'فہرست' فارسی زبان کا اور 'کتاب' عربی کا ہے۔ نحوی آلودہ میں لفظ 'نحوی' عربی سے اور 'آلودہ' فارسی سے لیا گیا ہے۔

۷۔ترکی اور انگریزی زبان کے لفظوں کا ملاپ دیگر زبانوں کے ساتھ:

ترکی اور انگریزی زبان کے الفاظ دیگر زبانوں مثلاً عربی، ہندی، فارسی وغیرہ سے مل کر مرکبات کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

فلٹر حالت	Case filter[۶۴]
لسانی انجینئرنگ	Language engineering[۶۵]

فلٹر حالت میں لفظ 'فلٹر' انگریزی زبان کا اور 'حالت' عربی زبان کا ہے۔ لسانی انجینئرنگ میں لفظ 'لسانی' عربی جب کہ 'انجینئرنگ' انگریزی کا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام زبانیں جو اردو میں عنصری جز کے طور پر شامل ہیں ایک دوسرے سے مل کر مرکب اصطلاحات میں بدل سکتی ہیں۔

۱۔ مرکب اصطلاحات بنانے کے ان طریقوں کے علاوہ بعض ایسے اصول بھی ہیں جنھیں وضع اصطلاحات کے عمل میں مد نظر رکھنا ضروری ہے۔وہ تمام اصول تفصیل سے بیان کیے جا چکے ہیں۔اب فرہنگ اصطلاحات لسانیات کو ان اصولوں کے مطابق پرکھا جائے گا اس سے یہ واضح ہو گا یہ فرہنگ کن اصولوں کے مطابق مرتب کی گئی ہے۔

۲۔ مرکب اصطلاحات ایک سے زیادہ الفاظ کے ملنے سے وجود میں آتی ہیں۔ بعض اصطلاحات ایسی ہیں، جن کے پہلے جز کا آخری اور آخری جز کا پہلا حرف ایک جیسا ہوتا ہے۔اس صورت میں بہتر ہے کہ ان حروف میں سے کسی ایک کو حذف کر دیا جائے تاکہ مرکب مختصر ہو جائے اور نئے مشتقات بنانے میں معاون ہو سکے۔

سخت تالو	Hard palate[۶۶]
آفاق قواعدی	Jungrammatiker[۶۷]

دونوں اصطلاحات میں پہلے اور آخری جز کا پہلا اور آخری حرف ایک جیسا ہے لیکن ایک بھی حرف حذف نہیں کیا گیا۔اس اصول سے انحراف دکھائی دیتا ہے۔

۳۔اگر کوئی مرکب اصطلاح ایسے لفظ پر مشتمل ہے جس میں پہلے جز کا آخری حرف اور دوسرے جز کا پہلا حرف قریب المخرج ہو تو ان میں سے ایک کو حذف کر دینا چاہیے تاکہ ادائیگی میں آسانی ہو۔

استقاطِ تصریف	Deflexion[۶۸]

(ط اور ت)اس اصطلاح میں قریب المخرج ہیں لیکن حذف نہیں کیے گئے۔

مرکب اصطلاحات کے چند اصول ایسے ہیں جن سے متعلقہ اصطلاحات فرہنگ اصطلاحات لسانیات میں موجود ہیں۔ بعض اصولوں سے انحراف بھی پایا جاتا ہے ان کی وضاحت درج بالا سطور میں کی گئی ہے۔ تاہم مفرد اصطلاحات وضع کرنے کے جو اصول مولوی وحید الدین سلیم نے بیان کیے ان کے مطابق بھی فرہنگ کو پرکھا گیا ہے۔ مفرد اصطلاحات کے ذیل میں فعلی اصطلاحات اور سبقلاحی اصطلاحات کا ذکر کیا گیا ہے اور انھی کے مطابق اصول پیش کیے گئے ہیں۔ مولوی وحید الدین سلیم مفرد اصطلاح اور مفرد الفاظ کو ایک ہی چیز تصور کرتے ہیں۔ ان کے مطابق ایسے سابقے، لاحقے وضع نہیں کرنے چاہیئں جو پہلے مستعمل نہیں تھے لیکن موجودہ علمی تقاضوں کے پیشِ نظر ایسا ممکن نہیں ہے کیوں کہ نئے نئے ترکیبی مادے نئے الفاظ کے متقاضی ہیں۔ انھی اصولوں کی روشنی میں فرہنگ کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے اور امثال کے ساتھ تمام اصولوں کی وضاحت کی گئی ہے۔ مزکورہ فرہنگ ان اصولوں کے معیار کے مطابق ہے، زیادہ تر اصولوں سے مطابقت رکھتی ہے۔

ڈاکٹر عطش درانی کے اصولِ اصطلاحات سازی کے مطابق "فرہنگ اصطلاحات لسانیات" کا تجزیاتی مطالعہ:

ڈاکٹر عطش درانی نے اردو اصطلاحات سازی پہ کام کیا اور اصطلاحات سازی کے اصول وضع کیے۔ اصطلاح سازی کا عمل جدید علم الاصطلاح کے مطابق سر انجام دیا جانا چاہیے۔ اصطلاح سازی کسی عام شخص کا کام نہیں ہے اس لیے ضروری ہے کہ اصطلاحات وضع کرنے کا کام متعلقہ مضمون کے ماہرین ہی سر انجام دیں۔ زیرِ تحقیق فرہنگ لسانیاتی اصطلاحات پر مشتمل ہے۔ اس لیے ان اصولوں کی روشنی میں لسانیاتی اصطلاحات کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جائے گا تاکہ یہ معلوم ہوسکے کہ فرہنگ اصطلاحات لسانیات کن اسولوں کے مطابق ترتیب دی گئی ہے۔

اصطلاح سازی کی تاریخ کو مد نظر رکھا جائے تو اس بات سے واقفیت ہوتی ہے کہ جب اصطلاح سازی کا عمل شروع ہوا اس وقت مقامی زبانوں کے ساتھ ساتھ عربی اور فارسی بھی علمی میدان میں آگے آگے تھیں۔ اردو میں یہ زبانیں قدرتی جز کے طور پر شامل ہوئیں اور ساتھ ہی انگریزی کی آمیزش بھی ہوئی۔ اس لیے ان تمام

زبانوں کے الفاظ اصطلاحات سازی کے لیے استعمال کیے جاسکتے ہیں۔فرہنگ اصطلاحات لسانیات میں اردو کے علاوہ مذکورہ زبانوں سے وضع کی گئی اصطلاحات بھی موجود ہیں:

ٹیلی ٹیکسٹ (انگریزی)	Teletext[69]
ٹیلی سٹک (انگریزی)	Telestich[70]
ملخص (عربی)	Resumtive[71]
تسطیح (عربی)	Levelling[72]
پشتو (فارسی)	Pushto[73]
ساختیت (فارسی)	Deconstruction[74]

درج بالا اصطلاحات میں ٹیلی ٹیکسٹ، ٹیلی سٹک انگریزی، ملخص اور تسطیح عربی زبان سے جب کہ پشتو اور ساختیت فارسی زبان سے وضع کی گئی ہیں۔

ایسی اصطلاحات وضع کی جائیں جو واضح، درست اور اپنے علم کی مکمل نمائندگی کر سکیں تاکہ انھیں آسانی سے سمجھا جاسکے۔فرہنگ اصطلاحات لسانیات میں جدید لسانیات کی اصطلاحات کو اردو میں پیش کیا گیا ہے۔

لفظیات	Glossematics[75]
لسانیاتی اضافیت	Relativity linguistic[76]
مصمتہ	Consonant[77]
صرفیہ	Morph[78]
نطقیت	Oralism[79]

اصطلاحات وضع کرتے ہوئے کوشش کی جائے کہ ہر اصطلاح کے لیے کوئی ایک مخصوص لفظ استعمال کیا جائے۔کیوں کہ اگر ایک لفظ ایک سے زیادہ اصطلاحات کے لیے استعمال ہو تو اس سے ابہام پیدا ہوتا ہے۔فرہنگ اصطلاحات لسانیات میں اس امر کو ملحوظ خاطر رکھا گیا اور بہت سی نئی اصطلاحات اخذ کی گئی ہیں۔ایسا لفظ اصطلاحی مفہوم کے لیے مخصوص کیا جائے جو قواعد علم الاصطلاح کی رو سے درست ہو۔ایسی امثال مذکورہ فرہنگ میں موجود ہیں:

[۸۰]Phoneme	نطقہ
[۸۱]Phonemics	نطقیات
[۸۲]Phonetics	صوتیاتی

فونیٹکس Phonetics کے لیے لفظ 'صوتیاتی'، فونیمکس Phonemics کے لیے اصطلاح 'نطقیات' وضع کی گئی اور فونیم Phoneme کے لیے 'نطقہ' کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔

اصطلاحات عوام سے تعلق نہیں رکھتیں اس لیے ان کا قواعد علم اصطلاحات کی رو سے درست ہونا ضروری ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ اصطلاحات آسان یا مانوس ہوں یا پھر صرف اپنی ہی زبان سے وضع کی جائیں۔ اصطلاحات کا ترجمہ کرتے وقت اس امر کا رواج نہیں ہے اس لیے روزمرہ زبان یا لفظی ترجمہ بعض اوقات اصطلاحی مفہوم کی وضاحت کے لیے کافی تصور نہیں کیا جاتا۔

[۸۳]Foot	رکن بحر

Foot کے عمومی معانی جو عوام میں مقبول ہیں وہ پیر یا پاؤں کے ہیں۔ جب foot کو اصطلاح کے طور پر استعمال کیا گیا تو اس سے مراد 'رکن بحر' یعنی عروض میں موجود اس عروضی اکائی کی لی گئی، جس میں مرتکز اور غیر مرتکز ارکان کی مخصوص تعداد موجود ہوتی ہے۔

ایسی اصطلاحات جن کا سادا ترجمہ ان کی وضاحت کر دے انھیں اس طرح سے ہی ترجمہ کر لیا جائے۔ وہ اصطلاحات جو دریافت کنندہ، موجدوں، کسی مقام یا کسی خاص حوالے سے منسلک ہیں انھیں اسی طرح استعمال کیا جائے:

[۸۴]Headline	سرخی
[۸۵]Greek	یونانی
[۸۶]Osthoff's law	اوستوف کا قانون
[۸۷]Siberian languages	سائبریائی زبانیں
[۸۸]Prauge school	پراگ سکول

ان مثالوں سے اس اصول کی وضاحت ہوتی ہے۔

وہ اصطلاحات جو سابقوں اور لاحقوں کی مدد سے بنائی گئی ہیں ان کا ترجمہ کرتے وقت اس امر کو یقینی بنایا جائے کہ یہ اصطلاحیں مفہوم سے قریب رہیں تاکہ سمجھنے میں دشواری نہ ہو۔ اطلاقی علوم خصوصاً طب میں اس مسئلے کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ ذیل میں سابقوں کی مدد سے بنائی گئی امثال درج ہیں۔

Non configurational language[۸۹]	غیر ترتیبی زبان
Nondefining[۹۰]	غیر توضیحی
Non discrete[۹۱]	غیر منفصل

Neogrammarians[۹۲]	نو قواعد دان
Neolinguistics[۹۳]	نو لسانیات
Neolinguists[۹۴]	نو زبان دان

یہ اصطلاحیں مفہوم سے قریب ہیں اور مفہوم کی وضاحت کرتی ہیں۔

اردو زبان میں ہر زبان کے الفاظ قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ ایسے الفاظ جو انگریزی سے اردو میں آکر جز زبان بن گئے ہیں ان کا ترجمہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اردو میں انگریزی کے دخیل الفاظ کی خاصی تعداد موجود ہے۔ اس فرہنگ میں ایسی مثالیں موجود ہیں۔

Grenzsignal[۹۵]	گریز سگنل (حد بند نشان گر)
Railway language[۹۶]	ریلوے زبان
Font[۹۷]	فونٹ

یہ تمام الفاظ انگریزی سے اردو میں رائج ہو گئے ہیں اس لیے انھیں اسی طرح استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

فرہنگ اصطلاحات لسانیات کے تجزیاتی مطالعے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اس فرہنگ میں زیادہ سے زیادہ لسانیاتی اصطلاحات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ علمی اور اصطلاحی ضروریات کے پیشِ نظر بہت سے نئی اصطلاحات بھی وضع کی گئیں ہیں۔ نئی اصطلاحات وضع کرنے کے لیے اردو کے ساتھ ساتھ دیگر زبانوں سے بھی الفاظ لیے گئے ہیں۔ عطش درانی کے مطابق اصطلاحات کا ترجمہ کرتے ہوئے اپنی زبان کے اصول و ضوابط پیشِ نظر

رکھنے چاہییں۔ یہ ضروری ہے کہ جو بھی نئی اصطلاحات وضع کی جائیں وہ زبان کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہوں اور فن کے اعتبار سے موزوں ہوں۔ مزکورہ فرہنگ میں اصطلاحات وضع کرنے کے دوران خیال رکھا گیا ہے کہ وہ اردو نحو کے مطابق اور اردو کے مزاج سے ہم آہنگ رہیں۔ چوں کہ یہ فرہنگ تدریسی، لسانی ضرورت کے تحت ترتیب دی گئی ہے اس لیے کوشش کی گئی ہے کہ زیادہ سے زیادہ اصطلاحات شامل کی جا سکیں۔

حوالہ جات:

۱۔ عامر علی خان، فرہنگ اصطلاحات لسانیات انگریزی - اردو (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۱۰ء) ص ۱۷۷۔

۲۔ ایضاً، ص ۱۷۳۔

۳۔ ایضاً، ص ۱۷۲۔

۴۔ ایضاً، ص ۲۴۵۔

۵۔ ایضاً، ص ۲۱۴۔

۶۔ ایضاً، ص ۲۳۶۔

۷۔ ایضاً، ص ۴۷۶۔

۸۔ ایضاً، ص ۱۷۰۔

۹۔ ایضاً، ص ۱۷۳۔

۱۰۔ ایضاً، ص ۲۱۲۔

۱۱۔ ایضاً، ص ۲۴۹۔

۱۲۔ ایضاً، ص ۱۴۳۔

۱۳۔ ایضاً، ص ۱۳۴۔

۱۴۔ ایضاً۔

۱۵۔ ایضاً، ص ۱۳۳۔

۱۶۔ ایضاً، ص ۸۳۔

۱۷۔ ایضاً۔

۱۸۔ ایضاً۔

۱۹۔ ایضاً، ص ۸۶۔

۲۰۔ ایضاً، ص ۲۷۔

۲۱۔ ایضاً، ص ۱۲۷۔

۲۲۔ ایضاً۔

۲۳۔ ایضاً، ص ۸۲۔

۲۴۔ ایضاً، ص ۱۶۵۔

۲۵۔ ایضاً، ص ۱۹۳۔

۲۶۔ ایضاً، ص ۹۴۔

۲۷۔ ایضاً، ص ۲۳۔

۲۸۔ ایضاً، ص ۲۲۔

۲۹۔ ایضاً، ص ۸۳۔

۳۰۔ ایضاً، ص ۲۲۶۔

۳۱۔ ایضاً، ص ۱۵۔

۳۲۔ ایضاً، ص ۲۴۷۔

۳۳۔ ایضاً، ص ۱۹۰۔

۳۴۔ ایضاً، ص ۲۰۔

۳۵۔ ایضاً، ص ۸۲۔

۳۶۔ ایضاً، ص ۲۲۶۔

۳۷۔ ایضاً، ص ۲۲۳۔

۳۸۔ ایضاً، ص ۱۵۔

۳۹۔ ایضاً، ص ۱۱۲۔

۴۰۔ ایضاً، ص ۲۰۱۔

۴۱۔ ایضاً، ص ۱۴۸۔

۴۲۔ ایضاً، ص ۱۷۵۔

۴۳۔ ایضاً، ص ۲۳۲۔

۴۴۔ ایضاً، ص ۳۹۔

۴۵۔ ایضاً، ص ۲۳۷۔

۴۶۔ ایضاً، ص ۱۶۹۔

۴۷۔ ایضاً، ص ۱۳۹۔

۴۸۔ ایضاً، ص ۱۲۶۔

۴۹۔ ایضاً، ص ۲۲۱۔

۵۰۔ ایضاً، ص ۲۲۔

۵۱۔ ایضاً، ص ۲۳۸۔

۵۲۔ ایضاً، ص ۱۸۹۔

۵۳۔ ایضاً، ص ۱۷۷۔

۵۴۔ ایضاً، ص ۲۳۷۔

۵۵۔ ایضاً۔

۵۶۔ ایضاً، ص ۲۵۱۔

۵۷۔ ایضاً، ص ۲۴۹۔

۵۸۔ ایضاً، ص ۱۷۰۔

۵۹۔ ایضاً، ص ۱۲۶۔

۶۰۔ ایضاً، ص ۱۷۲۔

۶۱۔ ایضاً، ص ۲۳۔

۶۲۔ ایضاً، ص ۲۷۔

۶۳۔ ایضاً، ص ۲۲۹۔

۶۴۔ ایضاً، ص ۳۴۔

۶۵۔ ایضاً، ص ۱۲۵۔

۶۶۔ ایضاً، ص ۹۷۔

۶۷۔ ایضاً، ص ۱۱۸۔

۶۸۔ ایضاً، ص ۲۲۳۔

۶۹۔ ایضاً۔

۷۰۔ ایضاً، ص ۱۹۹۔

۷۱۔ ایضاً، ص ۱۲۹۔

۷۲۔ ایضاً، ص ۱۹۱۔

۷۳۔ ایضاً، ص ۵۶۔

۷۴۔ ایضاً، ص ۱۵۷۔

۷۵۔ ایضاً، ص ۹۰۔

۷۶۔ ایضاً، ص ۱۹۸۔

۷۷۔ ایضاً، ص ۴۴۔

۷۸۔ ایضاً، ص ۱۴۷۔

۷۹۔ ایضاً، ص ۱۶۴۔

۸۰۔ ایضاً، ص ۱۷۶۔

۸۱۔ ایضاً۔

۸۲۔ ایضاً۔

۸۳۔ ایضاً، ص ۸۲۔

۸۴۔ ایضاً، ص ۹۷۔

۸۵۔ ایضاً، ص ۹۳۔

۸۶۔ ایضاً، ص ۱۶۶۔

۸۷۔ ایضاً، ص ۲۱۲۔

۸۸۔ ایضاً، ص ۱۸۳۔

۸۹۔ ایضاً، ص ۱۵۶۔

۹۰۔ ایضاً۔

۹۱۔ ایضاً۔

۹۲۔ ایضاً، ص ۱۵۴۔

۹۳۔ ایضاً۔

۹۴۔ ایضاً۔

۹۵۔ ایضاً، ص ۹۴۔

۹۶۔ ایضاً، ص ۱۹۴۔

۹۷۔ ایضاً، ص ۸۲۔

ماحصل

ماحصل

ہر زندہ زبان میں علوم و فنون کی سطح پر اصطلاحات بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔ اردو میں فرہنگ اصطلاحات کی صورت میں خاصا کام موجود ہے۔ عموماً اصطلاحی لغت عام فرہنگ سے مختلف ہوتی ہے۔ لسانیاتی اصطلاحی لغت کی صورت میں ہمارے ہاں روایت زیادہ مضبوط نہیں رہی ہے لیکن بہر حال کچھ کام ضرور ہوا ہے۔ زیرِ قلم تحقیقی مقالے کا موضوع لسانیاتی اصطلاحات کی فرہنگوں سے متعلق ہے۔

اس تحقیقی مطالعے اور تجزیے کے لیے اصطلاحات لسانیات کی فرہنگوں میں سے کشاف اصطلاحات لسانیات اور فرہنگ اصطلاحات لسانیات (انگریزی-اردو) کا انتخاب کیا ہے۔ ان فرہنگوں کو مولوی وحید الدین سلیم اور ڈاکٹر عطش درانی کے اصول اصطلاحات سازی کے مطابق پرکھا گیا ہے۔ مولوی وحید الدین سلیم نے اصطلاحات سازی کے یہ اصول اپنی کتاب وضع اصطلاحات میں پیش کیے ہیں۔ انھوں نے اس کتاب میں درج ذیل دو طرح کی اصطلاحات وضع کرنے کے اصولوں سے متعلق بحث کی ہے۔

مفرد اصطلاحات

مرکب اصطلاحات

مفرد اصطلاحات کے ذیل میں سبقلاحی اصطلاحات اور فعلی اصطلاحات وضع کرنے کے اصول بھی بیان کیے گئے ہیں۔

ڈاکٹر عطش درانی کے وضع کردہ اصول اصطلاحات سازی ان کی کتاب اصطلاحی جائزے سے لیے گئے ہیں۔ یہ کتاب دو حصّوں نظری اصطلاحیات اور اطلاقی اصطلاحیات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے اصطلاح سازی کے اصولوں پر بحث کرنے کے ساتھ ساتھ مختلف علوم میں اصطلاحات سازی پر اطلاقی و عملی مشکلات و مسائل کو بیان کیا ہے۔

انھی اصولوں کی روشنی میں اس تحقیقی مقالے میں اس بات کا جائزہ لیا گیا ہے کہ کیا مذکورہ فرہنگیں اصطلاحات سازی کے اصولوں کے مطابق ترتیب دی گئی ہیں یا نہیں۔ اس مناسبت سے درج ذیل سوالات تحقیق کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ان سوالات کے جوابات تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۱-کشاف اصطلاحات لسانیات اورفرہنگ اصطلاحات لسانیات(انگریزی- اردو) میں اصول اصطلاحات سازی کی کس حد تک پیروی کی گئی ہے؟

۲-ان فرہنگوں میں پائی جانے والی لسانیاتی اصطلاحات کی خوبیاں اور خامیاں کیا ہیں؟

۳-مذکورہ فرہنگوں میں اردو اصطلاحات کے اختلاف کی نوعیت کیا ہے؟

انھی سوالات پر اس تحقیقی مقالے کی بنیاد رکھنے کے بعد اس سے درج ذیل نتائج اخذ کیے گئے ہیں:

کشاف اصطلاحات لسانیات اورفرہنگ اصطلاحات لسانیات(انگریزی-اردو)کو درج بالا اصولوں کی روشنی میں پرکھا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ فرہنگیں اصطلاحات سازی کے بیش تر اصولوں سے مطابقت رکھتی ہیں۔ تاہم بعض اصول ایسے ہیں جن سے مطابقت کی کوئی مثال نظر سے نہیں گزری۔ مجموعی طور پر ان فرہنگوں میں اصطلاحات سازی کے اصولوں کی پیروی کی گئی ہے۔

مولوی وحید الدین سلیم نے مفرد، مرکب، سبقلاحی اور فعلی چاروں طرح کی اصطلاحات وضع کرنے کے جو اصول پیش کیے ان تمام اصولوں کے مطابق ان فرہنگوں کا جائزہ لیا گیا اور امثال کی مدد سے ان کی وضاحت کی گئی ہے۔ڈاکٹر عطش درانی کے پیش کردہ اصولوں کو بھی امثال کے ذریعے واضح کیا گیا ہے۔

کشاف اصطلاحات لسانیات اورفرہنگ اصطلاحات لسانیات(انگریزی-اردو)میں پیش کردہ بیش تر اصطلاحات یکساں ہیں۔ بعض اصطلاحات ایسی ہیں جن میں ایک دوسرے سے اختلاف پایا جاتا ہے۔ان کے تراجم میں اختلافات موجود ہیں مثلاً کچھ اصطلاحات کے مترادف کے طور پر پروفیسر عامر علی خان نے فرہنگ اصطلاحات لسانیات میں اردو میں کوئی اصطلاح وضع نہیں کی نہ ہی اس کا ترجمہ پیش کیا ہے۔ بلکہ اسے من و عن انگریزی زبان سے قبول کر لیا ہے۔ مثال کے طور پر لفظ Teletext کے عمومی معنی 'متن اور تصاویر پر مشتمل اخبار و معلومات جو کمپیوٹر کی وساطت سے ٹیلیوژن کو ترسیل کی جائے اور متعلقہ وصول کنندہ آلات کے ذریعے وصول ہو' کے مراد لیے جاتے ہیں لیکن مذکورہ فرہنگ میں اس کے لیے اردو میں کوئی اصطلاح وضع نہیں کی گئی بلکہ لفظ 'ٹیلی ٹیکسٹ' ہی استعمال کیا گیا ہے۔ اسی طرح Fox کے لیے اردو میں لفظ 'فوکس' ہی درج کیا گیا ہے اس سے معنی کو سمجھنے میں مشکل ہوتی ہے۔ جب کہ ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان نےکشاف اصطلاحات لسانیات میں اس لفظ کی مکمل وضاحت کی ہے اور اس کے معنی میں لکھا ہے 'شمالی امریکی زبان جو گریٹ لیکس کے علاقے میں اب بھی بولی جاتی ہے'۔ اس وضاحت کی بدولت معنی کو سمجھنا آسان ہو گیا ہے۔

کسی بھی معیاری اصطلاحی لغت میں صرف اصطلاحات کے مترادفات درج کر دینا کافی نہیں ہوتا بلکہ ضروری ہے کہ اصطلاحات کی تشریح و تعبیر بھی شامل کی جائے۔ تاکہ یہ اصطلاحات واضح ہو جائیں اور کسی قسم کا ابہام پیدا نہ ہو۔کشاف اصطلاحات لسانیات میں ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان نے اس امر کو مد نظر رکھتے ہوئے اصطلاحات کے مترادفات پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی وضاحت بھی کی ہے۔ مکمل معنی درج کیے ہیں اور صرف لفظی ترجمے پر ہی انحصار نہیں کیا بلکہ نئی اصطلاحات بھی وضع کی ہیں۔ جیسے کہ infection کو عام طور پر 'متعدی بیماری یا لگنے والے مرض' کے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ڈاکٹر صاحب نے اس کے معنی 'چھوت' کے بیان کرتے ہوئے اس کے کی وضاحت میں لکھا ہے 'مصوتے کا متصل یا قریبی مصوتے کے زیرِ اثر تحول پذیر ہونا'۔اس وضاحت سے اصطلاح کے اصطلاحی معنی واضح ہو گئے اور کسی قسم کا ابہام پیدا نہیں ہوتا ہے۔ کشاف اصطلاحات لسانیات میں تقریباً سات ہزار اصطلاحات موجود ہیں۔ بہت سی نئی اصطلاحات وضع کرنے کا اہتمام بھی کیا گیا ہے لیکن اس میں انگریزی اصطلاحات کے صرف تراجم درج کیے گئے ہیں، جس کی وجہ سے بعض اصطلاحات مبہم ہیں اور اصطلاحات کو سمجھنے میں بعض اوقات دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔مذکورہ دونوں فرہنگوں میں لسانیاتی اصطلاحات تقریباً ایک جیسی ہیں اسی بنا پر ان میں موجود اختلافات کم اور معمولی نوعیت کے ہیں۔ تاہم درج بالا تمام خوبیوں اور خامیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ دونوں فرہنگیں اصطلاحات سازی کے اصولوں سے مطابقت رکھتی ہیں لیکن کشاف اصطلاحات لسانیات زیادہ جامع اور سود مند قرار دی جاسکتی ہے۔

مجوزہ تحقیق ان فرہنگوں کے تجزیاتی مطالعے پر مشتمل ہے۔ان فرہنگوں کا تجزیاتی مطالعہ اصطلاحی مرکبات اور ترجمہ سازی کے اصولوں یا طریقوں کے مطابق بھی کیا جاسکتا ہے۔

اس تجزیاتی مطالعے کے لیے مولوی وحید الدین سلیم اور ڈاکٹر عطش درانی کے وضع کردہ اصول اصطلاحات سازی سے کام لیا گیا ہے۔ ان اصولوں کی روشنی میں لسانیاتی اصطلاحات کی فرہنگوں کے علاوہ دیگر علوم و فنون کی فرہنگوں مثلاً فرہنگ اصطلاحات تدریسیات،فرہنگ اصطلاحات پیشہ وران،فرہنگ اصطلاحات معاشیات،تجارت و بنکاری،فرہنگ اصطلاحات علمیہ،فرہنگ اصطلاحات کیمیا، فرہنگ اصطلاحات و محاورات قانون وغیرہ کو بھی پرکھا جاسکتا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ لسانیات کے شعبے میں اصطلاحات سازی کے مطالعے کی ترویج کے لیے مناسب حکمت عملی کی جائے۔اس موضوع کو جامعات میں لسانیات کے مضامین میں تدریسی مقاصد کے تحت شامل کیا جانا

چاہیے۔لسانیاتی اصطلاحات سازی کو باقاعدہ تحقیقی موضوع بنایا جائے اور اردو لسانیات کے حوالے سے اصطلاحی مرکبات اور ترجمے کے اصولوں / طریقوں پر تحقیق کی جائے۔

سفارشات اور تجاویز:

۱۔ مولوی وحید الدین سلیم اور ڈاکٹر عطش درانی کے اصولوں کا لسانیاتی اصطلاحات کی دیگر دو کتب پر اطلاق کر کے ان کا تجزیہ کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ لسانیات کی فرہنگوں کے علاوہ دوسری فرہنگوں پر بھی ان اصولوں کا اطلاق کیا جا سکتا ہے۔

۳۔ مولوی وحید الدین سلیم اور ڈاکٹر عطش درانی کے اصطلاحات کے اصولوں کا تقابل و تجزیہ کیا جا سکتا ہے۔

۴۔ لسانیات کی اصطلاحات کی چاروں کتب کا تقابل و تجزیہ کیا جا سکتا ہے۔

کتابیات:

اردولغت(تاریخی اصول پر)(جلد اول)کراچی:اردو لغت بورڈ،۱۹۷۷ء۔

اردولغت(تاریخی اصول پر)(جلد دوم)کراچی:اردو لغت بورڈ،۱۹۷۹ء۔

اردولغت(تاریخی اصول پر)(جلد سوم)کراچی:اردو لغت بورڈ،۱۹۸۱ء۔

اردولغت(تاریخی اصول پر)(جلد چہارم)کراچی:اردو لغت بورڈ،۱۹۸۲ء۔

اردولغت(تاریخی اصول پر)(جلد پنجم)کراچی:اردو لغت بورڈ،۱۹۸۳ء۔

اردولغت(تاریخی اصول پر)(جلد ششم)کراچی:اردو لغت بورڈ،۱۹۸۴ء۔

اردولغت(تاریخی اصول پر)(جلد ہفتم)کراچی:اردو لغت بورڈ،۱۹۸۶ء۔

اردولغت(تاریخی اصول پر)(جلد ہشتم)کراچی:اردو لغت بورڈ،۱۹۸۷ء۔

اردولغت(تاریخی اصول پر)(جلد نہم)کراچی:اردو لغت بورڈ،۱۹۸۸ء۔

اردولغت(تاریخی اصول پر)(جلد دہم)کراچی:اردو لغت بورڈ،۱۹۹۰ء۔

اردولغت(تاریخی اصول پر)(جلد یازدہم)کراچی:اردو لغت بورڈ،۱۹۹۰ء۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد دوازدہم)۔کراچی:اردو لغت بورڈ،۱۹۹۱۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد سیزدہم)۔کراچی:اردو لغت بورڈ،۱۹۹۱۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد چہاردہم)۔کراچی:اردو لغت بورڈ،۱۹۹۲۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد پانزدہم)۔کراچی:اردو لغت بورڈ،۱۹۹۳۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد شانزدہم)۔کراچی:اردو لغت بورڈ،۱۹۹۴۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد ہفت دہم)۔کراچی:اردو لغت بورڈ،۲۰۰۰۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد ہژدہم)۔کراچی:اردو لغت بورڈ،۲۰۰۲۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد نوزدہم)۔کراچی:اردو لغت بورڈ،۲۰۰۳۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد بیستم)۔کراچی:اردو لغت بورڈ،۲۰۰۵۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد بیست ویکم)۔کراچی:اردو لغت بورڈ،۲۰۰۵۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد بیست ودوم)۔کراچی:اردو لغت بورڈ،۲۰۱۰۔

اعوان،الٰہی بخش اختر۔کشاف اصطلاحات لسانیات۔اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان پاکستان،۱۹۹۵۔

پانی پتی، شیخ محمد اسماعیل۔افکار سلیم۔پانی پت:حالی اکیڈمی،۱۹۳۸ء۔
جالبی، جمیل۔فرہنگ اصطلاحات جامعہ عثمانیہ۔اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان پاکستان،۱۹۹۱۔
جین، گیان چند۔عام لسانیات۔نئی دہلی:ترقی اردو بیورو،۱۹۸۵۔
خان، خالد محمود۔لغات لسانیات۔لاہور:بیکن بکس،۲۰۱۷۔
خان، عامر علی۔فرہنگ اصطلاحات لسانیات۔اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان پاکستان،۲۰۱۰۔
خان، نصیر احمد۔اردو لسانیات۔دہلی:اردو محل پبلی کیشنز،۱۹۹۰۔
درانی، عطش۔اصطلاحی جائزے۔اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان پاکستان،۱۹۹۸۔
درانی، عطش۔اردو اصطلاحات سازی۔اسلام آباد:انجمن شرقیہ علمیہ،۱۹۹۳۔
درانی، عطش۔اصطلاحی مباحث۔اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان پاکستان،۱۹۹۸۔
دہلوی، مولوی سید احمد۔فرہنگ آصفیہ جلد اول۔نئی دہلی:ترقی اردو بیورو،۱۹۷۴۔
راہی، اعجاز۔تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات۔اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان،۱۹۸۶۔
سبزواری، شوکت۔اردو لسانیات۔الہ آباد:اسرار کریمی پریس،۱۹۷۵۔
سلیم، وحید الدین۔وضع اصطلاحات۔کراچی:انجمن ترقی اردو پاکستان،۱۹۶۵۔
شاہین، امیر اللہ خان۔جدید اردو لسانیات۔میرٹھ:چغتائی پبلشرز ۷۶ مفتی اسٹریٹ،۱۹۷۶۔
شاہجہانپوری، ابو سلمان۔اردو اصطلاحات سازی۔اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان،۱۹۸۴۔
عقیل، معین الدین۔پاکستانی زبان و ادب۔لاہور:الوقار پبلی کیشنز،۱۹۹۹۔